



حزب الانصار

(دین کے مددگاروں کا گروہ)

پنجاب کا سب سے بڑا اسلامی تبلیغی ادارہ جو ۱۹۲۹ء سے اسلامی خدمت میں سرگرم ہے جامع مسجد بہیرہ کی عظیم الشان عمارت کی مورت دارالعلوم عزیزہ بہیرہ کا اجراء اور اس کے ماتحت کئی جگہ مدارس عربیہ کا قیام دارالمبلغین سالانہ تبلیغی کانفرنس غرض ہر طریقہ سے مسلمانوں کی تعلیمی - اقتصادی اور مجلسی اصلاح اور تنظیم کے لئے مسلسل مساعی جاری ہیں جماعت کا ترجمان جریدہ شمس الاسلام ہر ماہ بہیرہ سے شائع ہوتا ہے - حزب الانصار کے قائم کردہ دینی اداروں کی آباد اور جریدہ شمس الاسلام کی توسیع اشاعت میں حصہ لیکر اور جماعت کے معاون بنکر نواب دارین حاصل فرمائی -

افتخار احمد بکری کان الہ لہ

امیر حزب الانصار بہیرہ پنجاب

پیشانی حضرت مولانا الحاج افتخار احمد صاحب گوی فراموش نہ

مختار احمد

مولانا الحاج افتخار احمد صاحب گوی مہر خاں انصار

مدیر مسئول

علاء الدین

مدرسہ اسلامیہ

علاقہ -

سازین -

طلبہ -

شمس الاسلام

تجزیر سارا شمس الاسلام جامع مسجد بھیرہ (پاکستان)

۷۸۶
شائع ہوتا ہے۔

نظم
۵۰ ۵۰ ۵۰ ۵۰ ۵۰
۵۰ ۵۰ ۵۰ ۵۰ ۵۰
۵۰ ۵۰ ۵۰ ۵۰ ۵۰
(بھیرہ)

ہندوستان والے اپنا چندہ حاجی فضل الہی عبدالجبار صاحبان
مکیشن ایجنٹس ۱۵۵ نواب مسجد سٹریٹ بمبئی (ہندوستان) کو بذریعہ منی آرڈر روانہ کریں۔

جلد ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۷۵ مطابق مارچ ۱۹۵۶ء شمارہ ۳

فہرست

لکھنے والے

بزم انصار

ذوق یقین (نظم)

جلسہ سالانہ کی کارروائی

شذرات

قوم کے جوانوں کے نام (نظم)

تعلیمات اسلامی

باب الحدیث

مختبرات القرآن

حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ

تذکرۃ الکرام

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور اسلام

اسلامی مملکت کے بنیادی اصول

اشتمالہ ظہار الحق

مرح صاحب رضی اللہ عنہم

انفسا لات

ایڈیٹر

طالوت

ایڈیٹر

مولانا سید سیاح الدین صاحب کاکا خیل

محترم شمس صاحب لاٹگری

ایڈیٹر

"

مولانا محمد زاہد صاحب الحسینی

مولانا محین الدین صاحب ندوی

محترم پیر الطاف حسین شاہ صاحب قریشی

مولانا سید نذیر الحق صاحب میرٹھی

شائع کردہ مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی

محترم محمد فاضل صاحب مسلم ماہر گورنوالہ

مولانا غلام دستگیر صاحب نامی لاہور

ایڈیٹر

بزم الانصار کوائف کاسر کردگی خزانہ انصا

دارالعلوم غزنیہ : ہر میں تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری ہے۔ تعلیمی حالت تلی بخش اور قابل طمینان ہے۔

تعلیم اسناد : ہر امسال دارالعلوم غزنیہ سے پانچ طلباء فارغ التحصیل ہوئے۔ اور ان کو اسناد حضرت صاحبزادہ مولانا محمد قمر الدین صاحب سجادہ نشین سیال شریف نے تقیم کیں۔ دارالعلوم اور طلبہ کے لئے دعا و خیر فرمائی۔

دار المبلغین : ہر مولوی محمد عظیم صاحب فضل دارالعلوم غزنیہ و مبلغ حزب الانصار نے متعدد مقامات کا دورہ کیا۔ ہر درجۃ الحفاظ : ہر میں حافظ غلام حسین صاحب

نہایت تندہی سے مصروف تعلیم و تعلم ہیں۔

اسلامی پیغام : ہر بیکار نہ ہو، اسلامی تجارت کو فروغ دو، اپنی اولاد کو دینی تعلیم پڑھاؤ، اپنے گاؤں میں ماہواری سالہ "شمس السلام" بھیرہ جاری کراؤ، مرثی و شیعہ مبلغوں کے زہریلے پروپیگنڈے کا مردانہ وار مقابلہ کرو، ضرورت ہو۔ تو مجلس مرکزیہ حزب الانصار سے مبلغین منگو کر جلسے کراؤ۔

غریب، آوارہ اہل تقسیم بچے جہاں ملیں انہیں دارالعلوم غزنیہ جامع مسجد بھیرہ میں بھیج کر پڑھانے کے لئے آراستہ کراؤ۔

ذوق یقین

(۲۹۲)

(۷۸۶)

(طالوت)

دل گرہ ہر رنج سے آزاد رکھ
اس پہ قول و فعل کی بنیاد رکھ
اِنَّ بَعْضَ لَظَنِّ اِثْمٌ یَّاد رکھ
مرغ دل کو قید میں بھی شاہ رکھ
حضرت ناصح کی باتیں یاد رکھ

لب تو وقف نالہ و فیر یاد رکھ
آلہ تخییر عالم ہے یقین
حسن سے بدظن نہواؤ بوالعوس
دولت کو نین ہے اس میں نساں
تو ہے گر زندانی شود وزیاں !

مجلسِ عزیمتِ الٰہِ نصاریٰ کیسیوں عظیم الشان سالانہ کانفرنس ۲۳، ۲۴، ۲۵ مارچ کو ترک و احتشاک کیساتھ منعقد ہوئی

مولوی محمد عظیم خوشابی۔ مولوی غلام مجتبیٰ میانہ گوندل۔
مولوی عابد الفنی کیل پوری۔ مولوی غلام دستگیر جلمی۔
مولوی عبدالرحمن صاحب بھیرہ۔

طلبہ کے لئے باعثِ افتخار ہے کہ اس عظیم البرکت ہستی حضرت قمر الملت والدین مولانا محمد قمر الدین صاحب سجادہ نشین سیال شریف کے دست مبارک سے انہیں سندیں ملیں۔ آپ نے فلک شگاف نفروں میں مذکورہ بالا طلبہ کو اسنادِ تقسیم کرتے ہوئے طلبہ کو ان کی کامیابی پر مبارکباد دی اور فرمایا کہ میں دارالعلوم عزیزیہ کے کوائف معلوم کر کے عیدِ خوش ہوا ہوں۔ اور دستِ بدعا ہوں۔ کہ اللہ کریم دالہ العلوم عزیزیہ کو ترقی مرحمت فرمائے۔ میں درخواست کروں گا۔ کہ دارالعلوم عزیزیہ کی ہر شخص امکانی اعانت کر کے عین الدالہ ماجور ہو۔ میں اپنی جانب سے ایک سو روپیہ دارالعلوم عزیزیہ پیش کرتا ہوں۔

آپ کے بعد مولانا بہاؤ الحق صاحب قاسمی اور مولانا امیر الدین صاحب جلال آبادی نے تقاریر کیں۔ اخیر اجلاس پر امیر حزب الانصار نے پیر سیال کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا۔ حضرات! اس عظیم الشان عمارت جامع مسجد یا دارالعلوم عزیزیہ کی مستقل ایک روپیہ بھی آمدن نہیں۔ کوئی وقف نہیں۔

حسب معمول امسال مجلسِ عزیمتِ حزب الانصار کی سالانہ عظیم الشان کانفرنس ۲۳، ۲۴، ۲۵ مارچ ۱۹۵۴ء کو جامع مسجد بھیرہ کے وسیع صحن میں منعقد ہوئی۔ ۲۵ مارچ بروز جمعہ المبارک کو ساڑھے بارہ بجے علمائے کرام تشریف فرما ہوئے۔ اسٹیشن سے شاندار جلوس کی شکل میں ہزاروں مسلمان ”اسلام زندہ باد“ ”پاکستان زندہ باد“ ”حزب الانصار زندہ باد“ کے فلک شگاف نعروں سے لگاتے ہوئے گنج دروازہ سے شہر میں داخل ہوئے۔ اور شہر کے بڑے بازاروں میں سے گزر کر یہ جلوس جامع مسجد میں پہونچا۔ راستہ میں دوکانوں اور مکانات پر ہزاروں مسلمان استقبال کے لئے کھڑے ہوئے رونق بڑھا رہے تھے۔ دو بجے جناب محترم مولانا محمد بہاؤ الحق صاحب قاسمی نے خطبہ پڑھا۔ اور جمعہ کی نماز پڑھاٹی۔ اور نماز جمعہ سے فراغت حاصل کرنے کے بعد جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔

پہلا اجلاس زیرِ صدارت حضرت مولانا صاحب اجزاء محمد قمر الدین صاحب سجادہ نشین سیال شریف شروع ہوا۔ اور مولانا افتخار احمد صاحب گجوی امیر حزب الانصار نے حزب الانصار کے شعبہ جات۔ دارالبلقیں۔ دارالعلوم عزیزیہ وغیرہ کے اخراجات و کامگذاری بیان کرتے ہوئے اعلان کیا۔ کہ اس سال دارالعلوم عزیزیہ سے مندرجہ ذیل طلبہ فارغ التحصیل ہوئے ہیں۔

کسی سرمایہ دار کی سرپرستی نہیں۔ اگر سرپرستی ہے تو مولاکریم کی۔ اگر کوئی وقف ہے تو بائی دارالعلوم کا خلوص ہے۔ اور اگر خزانہ ہے تو مولاکریم کا نام ہے۔ اس مدرسہ کی کامیابی کا انحصار آپ کی دعاؤں اور توجہ پر ہے۔

نیز میں بیرونی حضرات سے درخواست کرونگا کہ کوئی صاحب کسی ہوٹل یا دکان سے کھانا نہ کھائے۔ کیونکہ تمام باہر سے آنے والے جماعوں کے خورد و نوش کا انتظام مجلس مرکزیہ حزب الانصار کی طرف سے حسب دستور سابق بلا معاوضہ ہوگا۔

اسی طرح دوسری نشست رات کو نماز عشاء کے بعد ایک بجے تک رہی۔ اور تیسرا اجلاس ۳ مارچ کو دس بجے صبح سے دو بجے تک رہا۔ پوتھا اجلاس تین بجے سے پانچ بجے تک۔ پانچواں اجلاس بعد نماز عشاء دو بجے سے ساڑھے بارہ بجے تک۔ چھٹا اجلاس ۴ مارچ صبح دس بجے سے تین بجے تک رہا۔

اس کے بعد امیر حزب الانصار نے علمائے کرام و مشائخ عظام و کارکنان حزب الانصار و ممدین و معاونین و رضا کاران وغیرہ کا شکریہ ادا کیا۔ اور دعائے خیر کے ساتھ جلسہ کے اختتام کا اعلان کیا گیا۔

تین روز کے ان چھ اجلاسوں میں ہزاروں مسلمانوں نے حضرات علمائے کرام کے مواظظ حسنہ سے استفادہ کیا۔ اور نگرانی طرف سے تمام شرکاء کو کانفرنس کے لئے ان ایام میں کھانے کا مفت انتظام نہایت اعلیٰ پیمانہ پر تھا۔ اسی طرح ہزاروں مسلمانوں کی ضیافت ہوتی رہی۔

اس جلسہ میں مندرجہ ذیل حضرات علما و کرام و مشائخ عظام نے شرکت فرما کر مسلمانوں کو مستفید فرمایا اور جلسہ کی رونق بڑھائی۔

حضرت مولانا صاحبزادہ محمد قمر الدین صاحب سجادہ نشین سیال شریف۔ حضرت مولانا صاحبزادہ محبوب الرسول صاحب سجادہ نشین رتہ شریف۔ حضرت پیر محمد شاہ صاحب سجادہ نشین بھیرہ۔ حضرت مولانا محمد حنیف صاحب سجادہ نشین کوٹ مومن۔ مولانا غلام غوث صاحب سرحدی۔ مولانا محمد شفیع صاحب خطیب جامع مسجد سرگودھا۔ مولانا لال حسین صاحب اختر۔ مولانا بساؤ الحق صاحب قاسمی۔ مولانا دلویش محمد صاحب۔ مولانا سید عبدالرحمن شاہ صاحب۔ مولانا فضل الہی صاحب۔ مولانا عبدالرحمن صاحب میانوی۔ مولانا پیر محمد اکرم صاحب المعروف قطبی۔ مولانا امیر الدین صاحب جلال آبادی۔ مولانا محمد عالم صاحب۔ مولانا سید مقصود شاہ صاحب۔ مولانا شاہ محمد صاحب۔ مولانا قاضی عبدالقادر صاحب۔ مولانا محمد علی صاحب جالندھری۔ مولانا نور الحسن شاہ صاحب بخاری وغیرہ۔

مندرجہ ذیل مقامات کا کثیر تعداد میں لوگ شریک جلسہ ہوئے۔ جہلم۔ چکوال۔ پنڈت ادنخان۔ ہرن پور۔ پیل۔ پدھرا۔ میانہ۔ کوٹوالہ شیخاں۔ گول پور۔ ڈلووال۔ وھولہ۔ لالہ موٹے۔ لشد۔ منڈی بہاؤ الدین۔ گھوڑ پور۔ میانہ گوندل۔ مونہ ڈیپو۔ ملکوال۔ رکن۔ ابو وال۔ گجرات۔ گوجرانوالہ۔ کیمل پور۔ بھرتھ۔ تلہ گنگ۔ لاہور۔ خوشاب۔ مٹھہ ٹوانہ۔ مٹھہ لک۔ چک نمبر ۱۹۔ لیلیانی۔ جلالپور جٹاں۔ پٹن وال۔ بسال۔ چیلیانوالہ۔ نلی۔ وغیرہ وغیرہ۔

نشہ سزا

(مولانا سید سیاح الدین صاحب کا کاختیل)

علماء و کرام کا ایک عظیم الشان کارنامہ

اسی اشاعت میں آپ کسی دوسری جگہ اسلامی مملکت کے وہ بنیادی اصول پڑھ لیں گے جن کو پاکستان کے ہر مکتب خیال اور تمام اسلامی فرقوں کے مشاہیر علماء نے ۲۱/۲۲/۲۳ اور ۲۴ جنوری ۱۹۷۹ء کے اجتماع منعقدہ کراچی میں متفقہ طور پر مرتب کیا ہے اس اجتماع میں جماعت اسلامی، جمعیت علماء اسلام، جمعیت علماء پاکستان، جماعت اہلحدیث، ادارہ تحفظ حقوق شیعہ کے ممتاز اور سرکردہ

ادکان، اور دیوبندی، ندوی، بریلوی، اہلحدیث اور شیعہ ہر مکتب، خیال اور فرقہ کے مشہور اور چیدہ چیدہ علماء و کرام نے حصہ لیکر متفقہ طور سے اسلامی حکومت کا خاکہ پیش کر دیا ہے۔ غور سے دیکھا جائے تو یہ ایک عظیم الشان کارنامہ ہے جو سرانجام دیا گیا ہے۔ جن حضرات نے اس اجتماع کے لئے کوششیں کی ہیں۔ اور جو حضرات شریک اجتماع ہوئے ہیں وہ سب کے سب قابل صد ہزار مبارکباد ہیں۔ کہ انہوں نے پوری ہمت و جرات سے کام لیکر قراخ دلی اور وسیع القلبی کا مظاہرہ کیا۔ اور ان معاندین و مخالفین اسلام کے چہروں پر خاک ڈال دی جو اب تک یہ غلط پروپیگنڈا کرتے رہے ہیں کہ علماء کا تو آپس میں کبھی اتفاق ہو ہی نہیں سکتا۔ مختلف مسلک و مشرب کے علماء کسی ایک نقطہ اجتماع پر کبھی اکٹھے ہو نہیں سکتے۔ اور آج تک نظام مملکت اور سیاست میں دستور سازی اور تدوین و

ترتیب قانون میں علماء و کرام کو اس دلیل کی بنا پر دخل نہیں دیا جاتا کہ یہ حضرات نہ ان باتوں کو کسی طرح جانتے ہیں اور نہ وہ ان بیٹھ کر بالاتفاق کوئی مسئلہ طے کر سکتے ہیں۔ اور علماء و چونکہ اسلامی نظام حکومت کے لئے نہ بنیادی اصول مرتب کر سکتے ہیں اور نہ دستور و آئین کی دفعات تدوین کر سکتے ہیں۔ لہذا اب یہ علماء و کرام یہ کہ وہ جس طرح چاہیں اصول وضع کر کے اس پر نظام مملکت کی تعمیر کریں۔ اور پھر ”جولاء کرام“ کا یہ دستور و قانون اسلامی دستور و قانون کہلایا جائے۔

پس اس لحاظ سے علماء و کرام کا یہ متفقہ فیصلہ ایک شاندار تاریخی کارنامہ ہے۔ انہوں نے بتا دیا کہ جو کام آئین ساز اسمبلی کی مختلف کمیٹیوں نے لاکھوں روپیہ خرچ کر کے دو سال میں مشکل کیا تھا اور وہ بھی غلط اور خلاف اسلام و جمہوریت۔ علماء و کرام نے دو تین دن میں بلا تکلف سرانجام دیا۔ اور ٹھیک اُس طریقہ کے مطابق جو قرارداد مقاصد کا صحیح تقاضا ہے۔ اب خلاف اسلام طاقتوں کو فساد کی کوئی راہ باقی نہیں رہی ہے۔ اب چاہئے کہ ایسے لوگ اسلام کے سامنے سپر انڈا ہوں اور اسلام کے نام سے غیر اسلام کو لوگوں پر مسلط کرنے کا جو پروگرام وہ بناسکے ہیں اور اس کے مطابق ہی دستور سازی کا کام ہو رہا ہے اس کو اب ختم کر دیں۔ اس اجتماع میں متفقہ طور سے یہ فیصلہ بھی گیا کہ مجلس دستور ساز پاکستان کی مقرر کردہ کمیٹیوں نے بنیادی حقوق اور بنیادی اصولوں کے متعلق ہوسا رشات پیش کی ہیں ان کے بارے میں اس اجتماع کی یہ متفقہ رائے ہے کہ

یہ سفارشات اسلامی اصولوں سے مطابقت نہیں رکھتیں۔

محترم لیاقت علی خان صاحب اکتوبر میں جب پنجاب تشریف لائے تھے۔ اور انہوں نے دستور سے سفارشات کے خلاف عام مسلمانوں کا غیظ و غضب دیکھا تو گوجرانوالہ، لاہل پور اور بعض دوسرے شہروں میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ہم نے تو ان کو اسلامی سمجھ کر پیش کیا ہے۔ لیکن اگر متفقہ طور سے کچھ اور اسلامی بنیادی اصول طے ہو جائیں اور مجھے پیش کئے جائیں تو میں وہ منظور کروں گا۔۔۔۔۔

جیسا کہ اب تک عام پروپیگنڈا کی وجہ سے سمجھا جا رہا تھا۔ کہ مختلف فرقوں اور مختلف مسلک و مشرب کے علماء نہ کبھی متفق ہوئے نہ کوئی متفقہ اصول طے ہو کر پیش ہوں گے۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ مگر آثار کچھ ایسے نظر آتے ہیں کہ اس ملک میں نظام اسلامی کے لئے قدرتی طور سے اسباب و ذرائع مہیا ہو رہے ہیں اور ہر معاملہ میں غیبی تائید حاصل ہو جایا کرتی ہے۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ مولانا سید سلیمان صاحب ندوی اور مولانا احتشام الحق صاحب کو بڑے خیر سے کہ انہوں نے اجتماع کا انتظام کیا۔ تمام مدعوین بڑے شوق اور قلبی رغبت کے ساتھ کراچی پہنچے۔ اور متفقہ فیصلہ ہو گیا۔۔۔۔۔ تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اس سلسلہ میں دستور ساز اسمبلی پر زور لگادیں کہ ان اصولوں کے سوا ہم کسی دوسرے اصول کو اسلامی ہرگز تسلیم نہیں کریں گے۔

لیگ ٹکٹ کی تقسیم میں مرزائیوں کا حصہ

سرکاری مسلم لیگ نے دس روز کے غور و خوض کے بعد

پنجاب اسمبلی کے لئے ٹکٹوں کی تقسیم کی ہے۔ وہم خود تو اس طرز تقسیم کو پسند نہیں کرتے لیکن کیا کیا جائے۔ اب اس کے بغیر صحیح تعارف کی اور کوئی صورت نہیں۔ اس لئے تعارف کی غرض سے اگر لفظ سرکاری لکھا جائے تو کچھ قیاحت بھی نہیں اس تقسیم کی وجہ سے سینکڑوں ہزاروں مسلم لیگی کارکن جو امیدوار بنے بیٹھے تھے اور اسی امید میں لیگ کے ساتھ تعلق وابستہ کئے ہوئے تھے لیگ سے جدا ہو گئے۔ اور بہت سے ٹکٹ کے امیدوار اب آزاد مقابلہ کر رہے ہیں۔ یاد دوسری پارٹیوں کے ساتھ سودا کر چکے ہیں۔ اس سلسلہ میں جو کچھ بے اصولی ہوئی ہے۔ خود غرضی اور دھڑے بندی سے کام لیا گیا ہے۔ یونینسٹ نوازی اور دولت نوازی ہوئی ہے۔ پرانے کارکنوں اور مخلص مسلم لیگیوں کو نظر انداز کر کے نئے وارڈن کو چہ لیگ کو ترجیح دی گئی ہے۔ ہم ان شکایات میں سے کوئی شکایت زبان پر نہ لاتے ہیں اور نہ لانا چاہتے ہیں۔ جو کچھ ہوا نہ خلاف توقع ہے اور نہ مسلم لیگ کے موجودہ نظام اور طریق کار کے مزاج عمومی کے خلاف ہوا ہے۔ ایسے درخت کا ایسا ہی پھل ہوا کرتا ہے۔ اور ایسی جماعتوں کے ایسے ہی کارنامے ہوا کرتے ہیں۔ ہم صرف یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا اگر ضلع لاہل پور کے عصمہ نامہ محمد اشرف اور ضلع شیخوپورہ کے مقبول احمدان تین مرزائیوں کو ٹکٹ نہ دیا جاتا بلکہ ان کی بجائے کسی مسلمان مسلم لیگی کو دیا جاتا سمجھ میں نہیں آتا کہ اس مرزائیت نوازی کی کیا وجہ کی جائے۔ مانا کہ خدا اور رسول کی نافرمانی کا کوئی خوف نہ تھا۔ اور اسلام کے احکام و ضوابط کو پیش نظر رکھ کر ٹکٹ تقسیم نہیں کئے گئے لیکن اس جمہوری دور میں جمہوریت کا ریٹ لگاتے ہوئے عامۃ المسلمین کے جذبات و خواہشات کو تو محسوس کرنا ضروری تھا۔ مسلمانوں کی نمائندگی کے لئے غیر مسلم کو منتخب کرنا اور مسلمانوں کے بار ہا اعلان کے باوجود مسلم لیگ کا ”اسلامی ٹکٹ“

مرزائی کو دے کر مسلمانوں کو ووٹ دینے کے لئے کتنا قہر و جھوٹ کی بہت بڑی توہین ہے۔ مجلس احرار نے مرزائی کو ٹکٹ نہ دینے کی صورت میں تعاون کی پیشکش کر کے بہت بڑی قربانی کی۔ اور جس کی وجہ سے دیندار حلقے اُن سے ناراض بھی ہوئے۔ اور اس بارے میں ناراضگی بجا بھی تھی۔ کیونکہ مسلم لیگ کے موجودہ طریقہ کار اور مسلم لیگیوں کے کردار کے پیش نظر موجودہ انتخابات میں مسلم لیگ کا تعاون اور صالح نمائندوں کا ساتھ نہ دینا ایک اصولی اور بنیادی غلطی تھی۔ لیکن مسلم لیگ نے مجلس احرار کے جذبات کی بھی ذرہ برابر قدر نہیں کی۔ اور مرزائیوں کو ٹکٹ دے کر ثابت کیا کہ ہم مجلس احرار یا دوسری کسی دیندار جماعت کے تعاون و اشتراک کی ضرورت نہیں۔ بلکہ ہم مرزائیوں کو زیادہ محبوب رکھتے ہیں۔ مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری اگر ناراض ہو جائے تو ہو جائے۔ لیکن مرزا محمود اور سر ظفر اللہ خاں کی ناراضگی برداشت نہیں ہو سکتی..... اچھا ہوتا مجلس احرار کو بھی لیگ کے دربار میں اپنی پیشکش کی قیمت معلوم ہوتی۔

جمیعت علماء اسلام کا اعلان حق

پنجاب میں موجودہ انتخابات خاص حالات کی وجہ سے مذہبی لحاظ سے بھی پوری اہمیت رکھتے ہیں۔ اگر اس موقع پر بھی لوگوں نے حسب دستور سابق ذاتی اغراض، گروہ بندی، پارٹی بازی، سیاسی عصبیت اور ذات برادری کے تعلقات کو مقدم رکھ کر ایسے امیدواروں کو منتخب کیا جن کا تجربہ گزشتہ دور میں کیا گیا ہے۔ اور دیندار، متقی اور اسلام کو جاننے اور عملاً لانے والے آگے نہیں کھٹے گئے تو اس کا نتیجہ ملک و ملت کے لئے بہت ہی مہلک و تباہ کن ہوگا۔ اس انتخابی کشمکش کے موقع پر تمام دینداروں اور اسلام

پسند حضرات کو کھلے بندوں اپنا وزن اس پلڑے میں ڈالنا چاہئے جو ان حق پسندوں کا ہے جو اس ملک میں عملاً اسلام کو مکمل نظام زندگی کے طور پر ہر شعبہ مملکت میں نافذ و غالب کرنا چاہتے ہیں۔ اس اہم موقع پر جمیعت علماء اسلام نے اپنے فرض منصبی کو محسوس کر کے اعلان حق کر دیا ہے۔ اور اپنے تمام ارکان اور متعلقین کو یہ مشورہ دیا ہے کہ وہ اُس شخص کو ووٹ دیتے وقت ترجیح دیں۔ جو (۱) اسلام کے انفرادی اور اجتماعی تقاضوں کو خوب اچھی طرح سمجھتا ہو۔ اور اس کو بردستے کار لانے کی پوری پوری اہلیت رکھتا ہو۔ (۲) مغربی جمہوریت، اشتراکیت اور مغربی تہذیب و تمدن سے مرعوب نہ ہو۔ (۳) عقائد حقہ (وحید، رسالت، ختم نبوت، آخرت) کا بخلاف و معاند نہ ہو۔ (۴) فرائض اسلامی کو عملاً بجا لیا والا اور تحرات شرعیہ سے اجتناب کرنا والا ہو۔ اور جو شخص ان اوصاف کا حامل نہ ہو اُسے ہرگز ووٹ نہ دیا جائے۔

الفرض حضرات علماء کرام کی نمائندہ جماعت کی طرف سے یہ اعلان خلاصہ الفاظ میں وہاں اعلان ہے جو ہم عرصہ سے کر رہے ہیں۔ کہ ووٹ دیتے وقت صالح اور متقی کو اپنی نمائندگی کے لئے منتخب کر لو۔ امید ہے کہ تمام مسلمان اپنی بھلائی، ملک و ملت کی بہبودی اور پاکستان میں نظام اسلام کے عملی اجراء و تنفیذ کی خاطر حق کا ساتھ دیں گے۔ اور اس فتویٰ شرعی کے مطابق نیک اور دیندار نمائندوں کو ووٹ دے کر صحیح اسلامی محبت کا مظاہرہ کریں گے۔

ترقی میراحیاء اسلام اچھے دنوں

اخبارات کے ذریعہ یہ معلوم ہوا کہ ترکیہ میں وسیع پیمانہ پر گرفتاریاں شروع ہوئی ہیں۔ خانہ تلاشیاں ہو رہی ہیں۔ اور قوم میں

ایک زبردست تحریک کے اثرات محسوس کئے جا رہے ہیں۔ اور یہ مطالبہ شروع ہونے لگا ہے کہ ترکیب میں قوانین اسلام کو پھر جاری کر دیا جائے۔ اور خلاف اسلام "کمالی اصلاحات" کو ختم کر دیا جائے۔ موجودہ صدر جمہوریہ ترکیب جلال بایار نے تقریر کرتے ہوئے دھمکی بھی دی ہے کہ ہم ان اصلاحات کو باقی رکھنے کے لئے سب کچھ کریں گے۔ اور اس مخالفت کو سختی کے ساتھ دبا دیا جائے گا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہا۔ کہ عجیب بات ہے دین اسلام کا مطالبہ کرنے والے کیونستوں اور شریپندوں کا ساتھ دے رہے ہیں۔ قارئین کرام کو یاد ہو گا کہ ترکیب میں جب نئے انتخابات ہوئے تھے تو سابقہ برسر اقتدار پارٹی (جو کمال آنا ترک کی پارٹی تھی) اور کمالی اصلاحات اس پارٹی نے جاری کی تھیں، کو زبردست شکست ہوئی۔ اور قریباً پچیس برس کے بعد دوسری پارٹی کے ہاتھ میں حکومت کے اختیارات منتقل ہو گئے۔ عصمت انوفو کی بجائے جلال بایار صدر جمہوریہ منتخب ہوا۔ اس کے بعد خبریں آنے لگیں کہ عربی زبان میں اذان کی جو بندش تھی وہ اٹھا دی گئی۔ اور اب ترکیب میں عربی زبان میں اذان کی اجازت مل گئی ہے۔ اور اس قسم کی چند اور مذہبی اصلاحات کی خبریں پہونچنے لگیں۔ تین چار سال سے حج کے موقع پر بھی ترکیب کے حاجی مکہ معظمہ آنے لگے ہیں۔ اس سال بھی ہزاروں کی تعداد میں فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے ترک حاجی آئے ہوئے تھے۔ اور اب یہ خبر آئی ہے کہ وہاں قوانین اسلام کے اجرا و نفاذ کا مطالبہ شروع ہوا ہے۔ حکومت نے دبانے کی کوشش شروع کی ہے اور کشمکش جاری ہو چکی ہے۔

ان مختلف واقعات و حالات کی کڑیوں کو آپس میں جوڑنے سے اندازہ یہی ہوتا ہے۔ کہ کمالی پارٹی نے

اگرچہ حکومت کے اقتدار اور جبر و استبداد کے ذریعہ سے یہ پوری کوشش کی تھی کہ مملکت ترکیب سے دینی جذبہ ختم کیا جائے اور قوانین کے ذریعہ سے اسلام کے ساتھ تعلق و محبت کو قلوب سے محو کیا جائے۔ اور ملک پورا کا پورا یورپ بن جائے۔ مگر مذہب کا نشہ آسانی سے نہیں اتر سکتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ برسر اقتدار طبقہ میں تو پوری بیداری اور یورپی اتحاد اثر کر چکا تھا۔ لیکن عام آبادی کی مذہبی عقیدت ان غیر اسلامی قوانین و نظام حکومت سے متاثر نہ ہوئی تھی۔ اور اندہی اندر مادہ پک رہا تھا۔ برسر اقتدار طبقے نفرت بڑھ رہی تھی۔ اور قوم اس انتظار میں تھی کہ کوئی ایسی جماعت بن جائے جو کمالی پارٹی کی جگہ لے کر پھر مذہب کو فروغ دے۔ جلال بایار کی پارٹی نے قوم کے عام مزاج کو سمجھا۔ اور انہوں نے دو ٹروں سے وعدہ کیا کہ اگر ہم کو دوٹ دے کر کامیاب کر دیا جائے اور برسر اقتدار طبقہ کی بجائے ہمارا ساتھ دیا جائے تو ہم جا کر تمہارے مقصد کو پورا کریں گے۔ چنانچہ انتخابات میں قوم نے ساتھ دیا۔ اور اچھی خاصی اکثریت کے ساتھ یہ پارٹی کامیاب ہو گئی۔ چونکہ یہ لوگ بھی ذہنیت اور عملی زندگی کے لحاظ سے ٹھیک کمالی طرز کے لوگ اور یورپ کے ذہنی غلام تھے۔ صرف الیکشن کی بازی جیتنے کے لئے اسلام کا غرہ بلند کیا تھا۔ اس لئے اقتدار حاصل کرنے کے بعد انہوں نے چند سرسری اور ظاہری قسم کی مذہبی تبدیلی کی اور یہ سوچا کہ بس اذان عربی میں ہو جائیگی۔ سکولوں کو مذہبی تعلیم کے لئے کچھ تھوڑا بہت وقت دیا جائے۔ کسی مسجد میں امام کو مقرر کیا جائے گا۔ اور اسی قدر اصلاح کے ساتھ قوم خوش ہو جائے گی۔ مگر عام مسلمانوں نے ان سرسری تبدیلیوں کو کافی نہ سمجھا اور وہ اب باقاعدہ نظام اسلامی کے

اجراء و تنفیذ کا اور کمالی ہے دینیوں کو بالکل ختم کرنے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ اور اس پر برسرِ اقتدار طبقہ کے ساتھ قوم کی کشمکش شروع ہو گئی ہے۔ اب صدر جمہوریہ حق کو ماننے کی بجائے دھمکیاں دے رہا ہے۔ بیرونی دنیا میں بدنام کرنے اور خصوصاً اسلامی ممالک کی ہمدردیاں ان سے ختم کرنے کے لئے کیونسلوں کے ساتھ سازش کا الزام لگا رہا ہے۔ الغرض حالات سے امانہ ہو رہا ہے کہ ترکیہ میں بھی احیاء اسلام کی تحریک شروع ہو گئی ہے۔ خدا کرے کہ گروہ

اہل حق کو کامیابی نصیب ہو۔

وہاں بھی کچھ پاکستان جیسی حالت معلوم ہوتی ہے۔ یہاں بھی ایک گروہ نے پاکستان کا مطلب لا الہ الا اللہ بنا کر قوم کی ہمدردیاں حاصل کیں۔ بلکہ قوم نے مال و جان اور عزت و آبرو کی بہت بڑی قربانی دیکر اسلام کی سر بلندی کی خاطر اس طبقہ کو خالص مقام تک پہنچایا۔ اب جب نظام اسلام کا مطالبہ ہوتا ہے تو اقتدار کے جبین دشمن پڑ جاتی ہیں۔ اور طرح طرح سے اہل حق کو بدنام کیا جاتا اور ستایا جاتا ہے۔ ہر جگہ باطل کا مزاج ایک جیسا ہے۔

قوم کے جوائف کے نام

(محترم شش صاحب لاٹھی)

تو اسی سے پائیکا اگدن حیات جاودا
ہو رہا ہے ایک سے یہ پامال خنراں
کلمہ توحید سے کراسکو یکدل یک نہاں
کر عیاں سینہ میں تیری جو بھری ہیں بچلیاں
کر تو پیدا کر مئی ایماں سوجوش بکراں
لطف جہت مرجع عالم ہو تیرا آستان
دیکھ تو ہو جائیگا پھر زندہ دل اور زندجاں

ذوق حریت میں مسلم ہو تو کیتا ٹوڑ ماں
بخیر اتنا نہ ہوئے اپنے گلشن کی خبر!
قوم تیری ہے نفاقِ باہمی ستمستہ حال
دور کر دے ظلمتِ باطل کو نورِ حق سے تو
شانِ عظمتِ نعرہ تکیہ سے اپنی بڑھا
یہ بھی کیا جینا کہ تو منت کشِ اغیا ہے
شمسِ ستورِ العملِ قرآن بنا بہرِ مراد

تعلیمات اسلامی

(ایڈیٹر)

اور اگر کبھی مباحثہ کی نوبت آجائے تو نرمی سے کام لینا

چاہئے۔ (قرآن مجید)

(۹) ایک کانگاہ دوسرے پر نہیں لاداجائیگا۔ (قرآن مجید)

(۱۰) جہاں وعظ و نصیحت ہوتا ہو وہاں خاموش ہو کر

بیٹھنا چاہئے۔ اور دل لگا کر سننا چاہئے۔ اس کے بعد

جب مجلس برخاست ہو جائے اور باہر آئے تو جو وہاں سنا

ہے اسکی تبلیغ و اشاعت کرنا چاہئے۔ (قرآن مجید)

(۱۱) شہیدوں کو مژدہ نہیں کسنا چاہئے۔ وہ زندہ

ہیں۔ مگر ان کی زندگی کی کیفیت کا ہم تم اندازہ نہیں

کر سکتے۔ (قرآن مجید)

(۱۲) فتنہ پردازی قتل و غارت گری سے بھی

زیادہ اہم ہے۔ (قرآن مجید)

(۱۳) قانون قصاص کے اجراء سے حفاظت

جان ہوتی ہے۔ (قرآن مجید)

(۱) مسلمانو! اپنے وعدوں کو پورا کرو۔ (قرآن مجید)

(۲) خدا کا پیغام پوچھا دو۔ آئینہ لوگوں کو اختیار ہے۔ خواہ

مسلمان ہو جائیں یا کافر ہی رہیں۔ (قرآن مجید)

(۳) آپس میں لڑائی جھگڑا نہ کرو اس سے تم سست پڑ

جاؤ گے۔ اور تمہاری بندھی ہوئی دھاک جاتی رہیگی۔

(قرآن مجید)

(۴) اپنی قسموں کو مفدہ پردازی کا ذریعہ نہ بناؤ۔ (قرآن مجید)

(۵) جو لوگ ایمان دار ہیں اور خدا پر بھروسہ رکھتے ہیں

ان پر شیطان کا کبھی بس نہیں چل سکتا۔ (قرآن مجید)

(۶) وہ بات ہرگز نہ کہو جس کے تم خود نہ عامل ہو۔

(قرآن مجید)

(۷) دنیا کی زندگی بجز بھروسہ و حسب کے اور کچھ نہیں ہے۔

البتہ عالم آخرت کی زندگی ایک زندگی ہے۔ (قرآن مجید)

(۸) تبلیغ خوبصورت پیرایہ میں عالمانہ طریقہ پر کرنا چاہئے۔

(۹) نامزد نہیں کرونگا۔ بلکہ خلیفہ اجماع امت سے

منتخب ہوگا۔ گرامر معاویہ نے اس شرط کی صریح خلاف ورزی کی اور

یزید کو ولیعہد قرار دیا۔ اسی طرح معاویہ کو توڑ دیا۔

الجواب۔ کسی معتبر کتاب میں ایسی کوئی شرط موجود نہیں

جس کے تحت معاویہ کسی کو اپنا ولی عہد مقرر کر سکتے ہوں۔

تاریخ طبری فارسی کے شیعہ مترجم نے بھی ایسی شرط کا ذکر نہیں کیا۔

ابن خلدون نے بھی اس شرط کو بیان نہیں کیا۔ اور شیعوں کے اصول

کے مطابق تو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ ایسی شرط پیش ہی نہ کر سکتے

تھے۔ وہ لوگ خلافت کو منصوبہ سمجھتے ہیں۔ اور اجماع مسلمان یا

شوری سے خلافت کا انعقاد جائز ہی نہیں سمجھتے۔ اگر اس روایت

کو شیعہ صحیح تسلیم کرتے ہیں تو انہیں اپنے امامت کے عقیدہ سے

روگردان ہونا پڑیگا۔ اور انہیں یہ مان لینا چاہئے کہ امام کا تقرر امت

کے مشورہ یا اجماع سے ہونا چاہئے۔ اور اس امر کے تسلیم کر نیے

انکے مذہب کی تمام عمارت فنا ہو جائیگی۔

مٹا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو نہر مینے والی جدہ بنت

الاشعث اور نہر کے محافلہ میں سازش کر نیوالے یزید سے معاویہ

نے انتقام نہیں لیا۔ ان ہردو کو مٹانا مجیدانا انصاف ہے۔

الجواب۔ نہر خورانی کا واقعہ ہی تحقیق طلب ہے۔

ارشادات رسالت

صورت میں رعایا کو اس کے مظالم پر صبر کرنا چاہیے۔

(حدیث)

(۱۰) مرنے کے بعد آدمی کے ساتھ تین چیزیں دنیا سے جاتی ہیں۔ جمیں دو چیزیں تو قبر تک ساتھ دیکر پھر لوٹ آتی ہیں۔ (مال و اولاد) بس صرف ایک چیز خدا تک ساتھ دیتی ہے۔ اس کا نام عمل ہے۔ (حدیث)

(۱۱) حرام چیز سے پرہیز کرنا واجب ہے۔ بہت ممکن ہے کہ

اس سے آدمی کا شمار عابدین میں ہو جائے۔ (حدیث)

(۱۲) خدا کے کاموں میں لومہ لائم کی پرواہ نہیں کرنا چاہیے۔ (حدیث)

(۱۳) خدا کے کلام کی تعظیم اور منصف بادشاہ کی عورت خدا کی تعظیم کے مثل ہے۔ (حدیث)

(۱۴) سب سے پہلا شخص جس نے قتل کی طرف قدم بڑھایا وہ آدم کا بیٹا قابیل تھا۔ (حدیث)

(۱۵) طلب کے لئے انسان جو وقت گھر سے باہر نکلتا ہے اور جب تک گھر سے باہر رہتا ہے اس وقت تک وہ مسافر راہ خدا ہے۔ (حدیث)

(۱۶) جو شخص بدعت کی ترویج کرتا ہے۔ گویا وہ اندام اسلام میں اعانت کرتا ہے۔ (حدیث)

بقیہ ص ۱۵ - جعدہ بنت الاشعث نے ہر سازش امیر معاویہؓ زہر دیدیا تھا۔ شیعوں کی روایت ہے۔ جس کی کوئی اصلیت کہیں سے نہیں پائی جاتی۔ "رتارنج علامہ ابن خلدون اردو ترجمہ جلد چہارم ص ۳۵" ✽

(۱) دنیا کی زندگی مسافرانہ طریق پر گزارو۔ (حدیث)

(۲) گناہوں میں سب سے بڑے تین گناہ ہیں۔ (۱) خدا کے ساتھ کسی کو شریک ماننا۔ (۲) ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ (۳) جھوٹی قسم کھانا۔ (حدیث)

(۳) خدا کی مخلوق کے ساتھ بھلائی کرنا دیندار سی کی علامت ہے۔ (حدیث)

(۴) ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر حقوق ہیں۔

(حدیث)

(۵) وہ مسلمان مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔ جو خود شکم میر ہو کر کھائے اور اس کا پڑوسی فاقہ سے پٹا رہے۔ (حدیث)

(۶) مسلمانوں کا وہ کیا اچھا گھر ہے جس میں یتیموں کی پرورش اچھے طریقہ سے ہوتی ہو۔ (حدیث)

(۷) گناہوں کی جڑ شراب ہے۔ (حدیث)

(۸) جو شخص کسی مسلمان کا عیب دوسروں پر ظاہر کرنے کا عادی ہو جاتا ہے۔ تو خدا اس کے عیوب کو دوسروں پر منکشف کر دیتا ہے۔ (حدیث)

(۹) بادشاہ اسلام خدا کا سایہ ہے۔ اس لئے خدا کے مظلوم بندے اس کے سایہ میں پناہ کریں ہیں۔ اگر بادشاہ

انصاف سے کام لے گا تو بادشاہ حقیقی اس کو بڑائے خیر دیگا۔ اس صورت میں رعیت پر بادشاہ کی شکر گزاری واجب ہے۔ ماں اگر بادشاہ ظالم ہے تو پھر مستقم حقیقی کی جانب سے اس کو سزا ملے گی۔ اس

مُتَخَبَا الْقُرْآنِ

حقوق قرآن

(مولانا محمد زاہد صاحب الحسینی)
(بہ سلسلہ اشاعت گذشتہ)

آداب مجلس

تنگی نہ ہو۔ اگر ایک شخص نے کافی جگہ گھیری ہوئی ہے اور دوسرا آدمی آگیا تو اس کو جگہ دے۔ خواہ مخواہ تنگی نہ کرے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا لَفَسِّحِ اللَّهُ لَكُمْ وَآذَا قِيلَ انشُرُوا فَانْشُرُوا۔
ای ایمان والو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلس میں کھل کر بیٹھو تو کھل جاؤ۔ ختام کو با فراغت جگہ عنایت کریگا۔ اور جب تم سے کہا جائے کہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ جاؤ۔

مجلس میں غیر مناسب کلام یا کام نہ کیا جائے۔ قوم لوط علیہ السلام کی عادات بد میں سے یہ بھی ایک عادت تھی کہ وَتَأْتُونَ فِي نَادِيكُمْ الْمُنْكَرِ۔ اور کرتے ہو اپنی مجلس میں برا کام۔

جس کے ہاں کسی مجلس میں جائیں بلا اجازت واپس نہ ہوں صحابہ کرام کی شان یہ تھی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لیکر واپس ہوا کرتے تھے۔

لَمْ يَدْنُ هَبُوا حَتَّى يَسْتَأْذِنُوا۔ بلا اجازت یونہی واپس نہیں چلے جاتے۔

آداب مجلس کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد عالیہ یہ ہیں:

تم میں سے کوئی دوسرے کو اٹھا کر اسکی جگہ پر نہ بیٹھے۔

(بخاری و مسلم)

جب کوئی مجلس سے اٹھ کر کسی کام کو جاتے تو واپسی پر اپنی جگہ کا مستحق ہوگا۔ (ترمذی)

صحابہ کرام کا طرز عمل یہ تھا کہ مجلس میں جہاں جگہ مل جاتی ہے بیٹھ جایا کرتے تھے۔ (ابوداؤد)

آداب سلام | سلام کا جواب سلام سے بہتر ہو۔ یا

کم از کم اسی طرح سے ہو۔
وَإِذَا حُيِّتُمْ بِحَيَّةٍ فَخَبُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوها إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيبًا۔
اور جب تم کو سلام دیا جائے تو تم اس سے بہتر جواب دیا کرو یا ویسا ہی دیا کرو۔ بیشک اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اس بارہ میں یہ ہیں:

خدا کا مقرب وہ انسان ہے جو سلام کی ابتداء کرے۔ (ترمذی)
سوار آدمی پیدل پر سلام کہے اور پیدل چلنے والا بیٹھے ہو کر پر اور تھوڑے آدمی بہت آدمیوں پر سلام کہیں۔

(بخاری و مسلم)

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی ایک مجلس سے قریب گذرے تو آپ نے ان پر بھی سلام فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

آپ کا ارشاد ہے کہ سلام کا ایک کام یہ بھی ہے کہ واقف اور ناواقف پر سلام کہے + (بخاری و مسلم)

حضرت ابو محمد یوسف علیہ السلام

(مولانا معین الدین صاحب ندوی)

نام، نسب | ہشیم نام، ابو حذیفہ کنیت، والد کا نام عتبہ اور والدہ کا نام ام صفوان تھا۔ پورا سلسلہ نسب یہ ہے: ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی القرشیؑ

اسلام | حضرت ابو حذیفہؓ کے والد عتبہ ان دوی اثر و رسالت قریش میں تھے جنہوں نے اسلام کی مخالفت میں اپنی پوری طاقت صرف کر دی تھی۔ لیکن ارادۂ خداوندی میں کون مانع ہو سکتا ہے۔ خود عتبہ کے تحت جگر حضرت ابو حذیفہؓ نے اس وقت داعی اسلام کو لبیک کہا جبکہ بظاہر اس دعوت کے کامیاب ہونے کی کوئی صورت نہ تھی۔ اور فرزند ان توحید کی ایک نہایت مختصر جماعت کس میرسی کے ساتھ اسیرِ نیچہ ظلم و جفا تھی۔ آنحضرت صلعم اس وقت تک ارقم بن ابی الارقم کے مکان میں پناہ گزین نہیں ہوئے تھے۔

ہجرت | حضرت ابو حذیفہؓ سرزمین حبش کی دونوں ہجرتوں میں شریک تھے۔ آپ کی بیوی حضرت سہیلہ بنت سہیل بھی رفیق سفر تھیں۔ چنانچہ محمد بن ابی حذیفہ رضہ حبش ہی میں پیدا ہوئے تھے۔

حبش سے مکہ واپس تو آئے۔ یہاں ہجرت مدینہ کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ اس بنا پر اپنے غلام حضرت سالم رضہ کو ساتھ لیکر مدینہ پہنچے۔ اور حضرت عباد بن بشر رضہ کے دھان ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں میں باہم مواخات کرادی۔

غزوات | ہر عہد نبوی کے تمام اہم مشہور معرکوں میں جوش و پامردی کے ساتھ سرگرم کارزار تھے۔ خصوصاً غزوہ بدر میں کیا عبرت انگیز منظر تھا جبکہ ایک طرف سے ان کے والد اور دوسری طرف سے یہ جو ہر شجاعت دکھا رہے تھے۔ حقانیت کے جوش نے خویش و بیگانہ کی تمیز اٹھا دی تھی۔ انہوں نے اپنے والد کو مقابلہ کے لئے لگا کر اس پران کی ہن ہند نبوت عتبہ نے اشارہ دیا میں ملامت کی۔

الأحول الأثقل للشوم طائرًا
ابو حذیفۃ شوالناس فی الدین
أما شکرت أباد باک من صغیر
حتى شبت شبا با غیر محجوت

(ترجمہ) | اول بڑے دانت والا جس کا طائر سخت شوم ہے۔

یعنی ابو حذیفہ جو مذہب میں نہایت برے۔ کیا تو اپنے باپ کا مشکور نہیں ہے جس نے بچپن سے تیری پرورش کی ہے۔ یہاں تک کہ تو نے بے داغ جوانی پائی۔

معرکہ بدر میں عتبہ بن ربیعہ اور اکثر رسالت قریش تہ تیغ ہوئے۔ اور ایک غار میں ڈال دیئے گئے تھے۔ آنحضرت صلعم نے فردا ہی نام لیکر فرمایا اے عتبہ! اے شیبہ! اے امیہ بن خلف! اے ابو جہل! کیا تم نے وعدہ الہی کو حق پایا؟ مجھ سے تو جو کچھ وعدہ ہوا تھا وہ سچ ثابت ہوا۔

ابن اسحاق کی روایت ہے کہ اس وقت حضرت ابو حذیفہ کا چہرہ نہایت ادا اس تھا۔ آپ نے نگہیں دیکھ کر پوچھا۔

ابوحذیفہ! شاید تم کو اپنے باپ کا کچھ افسوس ہے۔ عرض کی خدا کی قسم نہیں مجھے اس کے مقتول ہونے کا صدمہ نہیں ہے۔ لیکن میرا خیال تھا کہ وہ ایک ذی عقل، بختہ کار و صاحب رائے شخص ہے۔ اس بنا پر امید تھی کہ وہ دولت ایمان سے متمتع ہوگا۔ لیکن جبکہ حضور نے حالت کفر پر اس کے مرنے کا یقین دلادیا تو مجھے اپنی غلط توقع پر بخت افسوس ہوا۔ ۱۷

شہادت: مر آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد عہد مدیقبی میں مسلمانوں نے ایمان میں علم نبوت بلند کیا۔ دار الخلافت سے جو فوج اس کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوئی اس میں شریک ہوئے اور داد و شجاعت دیکر ۵۴ برس کی عمر میں پاس بحق ہوئے۔ ۱۸ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اخلاق: مر حضرت ابو حذیفہ اپنی اخلاقی بلندی کے لحاظ سے صحابہ کرام کی صف میں ممتاز نظر آتے ہیں۔ حق سندی، جفاکشی، جوش ایمان کا اندازہ گذشتہ واقعات سے ہوا ہوگا۔ غلاموں کے ساتھ نہایت شفقت کیا تھا پیش آتے تھے حضرت سالمؓ انکی بیوی حضرت ثنیبہ انصاریہ کے غلام تھے۔ انہوں نے ان کو آزاد کر دیا۔ چنانچہ وہ عموماً سالم بن ابی حذیفہ کے نام سے مشہور تھے۔ حضرت ابو حذیفہ نہایت غیور تھے قرآن پاک نے جب اس کی تصریح کر دی کہ منہ بولا بیٹا محرم نہیں ہوتا تو ان کو حضرت سالم کا زمانہ بخانہ میں آنا جانا ناگوار گذرنے لگا۔ چنانچہ ان کی زوجہ محترمہ حضرت سہلہ بنت سہیلؓ نے دربار نبوت میں حاضر ہو کر عرض کی۔ یا رسول اللہ! سالم اپنے رکے کی طرح گھر میں آتا جاتا تھا۔ لیکن اب ابو حذیفہ کو ناگوار گذرتا ہے۔ ارشاد ہوا کہ اس کو وہ دھ پلا دو۔ تو تمہارا محرم ہو جائیگا۔ غرض اس طرح متنبی ہونے کے ساتھ وہ رضاعی فرزند بھی ہو گیا۔

حلیہ: مر یہ تھا۔ قد بلند و بالا۔ چہرہ خوبصورت۔ چشم احوال سامنے کی طرف ایک دانت زیادہ۔

ازواج: حضرت ابو حذیفہؓ نے متعدد شادیاں کیں۔ بیویوں کے نام یہ ہیں: ہر سہلہ بنت سہیل۔ آمنہ بنت عمرو ثنیبہ بنت یعار انصاریہ۔ ۱۹

اولاد: مر محمد بن ابی حذیفہ حضرت سہلہ کے بطن سے حبش میں پیدا ہوئے۔ حضرت عثمانؓ کی مخالفت میں پیش پیش تھے۔ طخداران امیر معاویہؓ کے ہاتھ سر مصر میں مقتول ہوئے۔ عاصم بن ابی حذیفہ حضرت آمنہ بنت عمروؓ سے پیدا ہوئے۔ چونکہ یہ دونوں لاد لہ فوت ہوئے اس لئے حضرت ابو حذیفہؓ کا سلسلہ نسب منقطع ہو گیا۔ ۲۰

بقیہ صالح: ابن قتیبہ نے کتاب الامامۃ والیاستہ میں حضرت حسن بنی اللہؓ کو نہرویشیے جانے کا ذکر نہیں کیا۔ حالانکہ اس کتاب کے رافضی مصنف نے یہ کتاب محض صحابہ کرام پر مطاعن جمع کرنے کیلئے لکھی تھی۔ علاوہ ازیں بعض کتب میں یہ روایت بھی موجود ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے دریافت کرنے پر بھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے نہرویشیے والے کا نام نہیں بتایا۔ مؤرخ اسلام اکبر شاہ نجیب آبادی لکھتے ہیں کہ ”عام طور پر بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت حسن کو آپ کی بیوی جعدہ بنت الاشعث نے زہر دیا تھا۔ مگر جب خود حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بھی تحقیق ہو سکا کہ زہر کس نے دیا اور کیوں دیا۔ تو دوسروں کا حق نہیں ہے کہ وہ سینکڑوں برس کے بعد یقینی طور پر اسے مجرم قرار دیں۔“ (تاریخ اسلام جلد اول ص ۵۵۷)

علامہ ابن حجرؒ نے اصحاب میں بھی اس واقعہ کا انکار کیا ہے۔ اور ابن خلدونؒ لکھتے ہیں کہ ”یہ جو بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کی بیوی

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

۱۷ سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۲۶۹۔ ۱۸ طبقات ابن سعد قسم اول جز ثالث ص ۶۔ ۱۹ طبقات ابن سعد قسم اول جز ثالث ص ۶۔

۲۰ طبقات ابن سعد ص ۵۹۔ ۲۱ طبقات ابن سعد قسم اول جز ثالث ص ۵۹۔ ۱۲

تنقید العصر

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ
(از پیر الطاف حسین شاہ صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ للہ شریف)

سلطان جلال الدین اکبر کا زمانہ تھا۔ علما اور فضلا پر وائوں کی طرح شمع اکبری کا طواف کر رہے تھے۔ سلطان کی مدح طرازیں اور قصیدہ خوانیاں فصائیں گونج رہی تھیں۔ اکبر خود تو آدمی تھا۔ مگر اس کے حلقہ شیفتگان میں ایسے فاضل موجود تھے جو اپنے عقائد تک کو آستانہ شاہی پر بھینٹ پڑھا دیتے۔ چنانچہ شیخ مبارک کے دونوں فرزند ابو الفضل اور فیضی شاہی عقیدہ تہذیب کے سخت متوالے تھے۔ اور دوسری طرف ارباب علم و فضل میں بھی ان کا پایہ کسی سے کم نہ تھا۔ اکبر کی فتوحات اور اسکی ہندو نواز حکمت عملی نے اسے اکبر اعظم بنا دیا تھا۔ جب ہندو راجے اور جہاں راجے بادشاہ کے ہندوانہ اطوار کے قائل ہو گئے۔ تو سب نے مل کر اکبر کی بجائے کافرہ بلند کیا اور بے ساختہ سیر انداختہ ہو گئے۔ جب اکبر اپنی جواں بختی کے نشے میں جھومنے لگا۔ اور گرد و نواح میں ہر شے اسے اپنی حلقہ بگوش نظر آنے لگی۔ تو صرف خدا کے واحد کی ایک توحید ہی ایسی شے تھی جو اس کی آنکھوں میں کھٹکنے لگی۔ وہ چاہتا تھا کہ ایسی وحید ہستی کا قلاوہ بھی اپنی گردن سے پھینک دے۔ اور دوسروں سے بھی پھینکوا دے۔ علانیہ تو وہ توحید الہی کا منکر نہ ہو سکتا تھا۔ بلکہ چاہتا تھا کہ اسلام کے احکام کے خلاف منظم سازش کرے۔ اور اس طرح بیٹھے شریعت

میں زہر ملا کر کمر و رامت کے حلق میں اتار دیا جائے۔ تاکہ اسلام کی عظمت اس کی شخصی برأت پر اثر انداز نہ ہو۔ اور رہتی دنیا تک اس کا نام چمک جائے۔ دنیاوی بادشاہت تو اس کے پاس تھی ہی۔ اب وہ چاہتا تھا کہ دینی سلطنت کا بھی فرماں روا وہی ہو۔ چنانچہ اُس کے اس منصوبے میں فیضی اور ابو الفضل کے دل و دماغ اس کے زبردست معاون بنے۔ انہوں نے مختلف مذاہب کی کتب کو خوب کھنگالا۔ بادشاہ کو خلافت الہی کا مستحق بنانے کے لئے انہوں نے سارے جتن کئے۔ وہ خود پہلے کلمہ گو تھے۔ جنہوں نے رسالت مآب کی بجائے اکبر کو اپنا سب کچھ سمجھا۔ اس طرح ایک جاہل شہنشاہ کے سامنے اپنے وقت کے حید عالموں نے اپنی شکست تسلیم کی۔ اور دینی عقائد شاہی وقار کے سامنے باعث حاسر سمجھ کر دفن کر دیا۔ دین الہی کا خیمہ طیار کرنے والے بھی چوٹی کے عالم تھے۔ جنہوں نے پاتال تک اسلامیات کا مطالعہ کیا تھا۔ اور اب اسی اسلام کو مٹانا انہوں نے اپنی زندگی کا نصب العین بنالیا تھا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔
من از بیگانگان ہرگز نہ عالم !!!
کہ با من ہرچہ کرد آں آشنا کرد
اکبر نے اپنے ان حلقہ بگوشوں سے اسلام کے احکام کی توہین کرائی۔ اپنی رعایا کو اپنے دین کی دعوت دے کر

ہندوستان تشریف لائے اور سرہند کے مقام پر سکونت پذیر ہوئے۔ آپ ۱۶ شوال ۹۷۱ھ بروز جمعہ پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ نہایت نیک اور عبادت گزار خاتون تھیں۔ حضرت شیخ احمدؒ نے ایسی ہی نورانی گود میں شیرخواری کے ایام گزارے۔

قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد متداولہ علوم اپنے والد بزرگوار سے سیکھے۔ مولانا کمال کشمیری سے معقولات کی کتابیں پڑھیں۔ حضرت کے دوسرے شیخ یعقوب کشمیری اور قاضی ہلہول بدخشانی تھے۔

شروع شروع میں آپ طریقہ چشتیہ میں اپنے والد ماجد سے بیعت کی۔ اور اس طریقے کا سلوک تمام کیا۔ پھر طریقہ قادریہ سیکھا۔ اور سترہ برس کی عمر میں آپ درسی اور روحانی تعلیمات سے فارغ ہو گئے۔ اور مسند تدریس پر بیٹھ کر علم و عرفان کا فیضان جاری کیا۔

جب آپ کے پدر بزرگوار کا انتقال ہوا تو آپ حج کے ارادہ سے بیت اللہ شریف روانہ ہوئے۔ جب دہلی پہنچے تو وہاں ملا حسن کشمیری سے ملاقی ہوئے۔ انہوں نے آپ کے سامنے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ چھیڑا۔ اور حضرت موصوف کے کمالات بالتفصیل حضرت شیخ احمدؒ کو بتائے۔ ایسا ذکر جس جس قدر تاثیر سے لبریز ہوتا ہے وہ کون نہیں جانتا۔ چنانچہ حضرت شیخ احمدؒ حضرت کے کمالات کو سن کر مرت ہو گئے۔ اور اُن کا غائبانہ عشق دل و جان میں کروٹیں لینے لگا۔ آپ ملاقات کے لئے روانہ ہوئے۔ حضرت خواجہؒ نے خلافت معمول حضرت کی خوب قدر جانی۔ اور ایک حمیدہ یا ہفتہ قیام کرنے کا ارادہ فرمایا۔ حضرت امام نے بلا عذر و حجت قبول کر لیا۔ اور اس طرح شیفنگانِ توحید ایک ہی ملک الفت کے موفقی بن گئے۔

ترک سنت اور اشاعت بدعت کے دروازے کھول دیئے۔ اکبر کی یہ غیر مسعود کو ششیں برگ و بار نہ لائیں۔ اُس کے بخنوں کی بلندی اسلامی جذبے کو زیر نہ کر سکی۔ اس کی اپنی زندگی میں ہی اس کا نیا مذہب دین الٰہی اپنے موجد کے ساتھ مدفون ہوا۔

اپنے وقت کا یہ ایک عظیم الشان فتنہ تھا۔ جسے اکبر نے اٹھایا۔ اور پروان چڑھانے کی کوشش کی۔ لوگوں میں دین کا پرانا ذوق مٹ گیا۔ اور شاہی ہندویت نے انہیں بدعت پسند بنا دیا تھا۔ علماء کی غلامی نے اس لعنت کو زیادہ تقویت بخشی۔ اس عہد شقاوت کی شمع جھلملا رہی تھی کہ اچھا تاریکیوں میں آفتاب حق طلوع ہوا۔ اور اس کی کرنیں گرد و فواح کو منور کرنے لگیں۔ یہ آفتاب حضرت شیخ احمدؒ سرہندی تھا۔ جس کے لئے ساری بے دین فضا سراپا منتظر تھی۔ اس شخصیت کے علم و عرفان کی جلوہ پاشیوں سے ملک کا گوشہ گوشہ روشن ہو گیا۔ حق کی آواز سے خشک زمین پھر سرسبز ہوئی۔ اتباع سنت عام ہو گئی۔ توحید کے سرمدی نغمے ہر جگہ الاپے جانے لگے۔ ایمان پھر تازہ ہوئے۔ اور شب کفر کے بعد اسلام کی طلوع صبح نے وہ رونق پیدا کی کہ تادمِ زیت اس کا پرچار ہے گا۔ لازم ہے کہ ایسی عظیم شخصیت کا مختصر تذکرہ قلمبند کیا جائے۔ تاکہ ارباب بصیرت کے لئے کحل البصر ثابت ہو۔

نام مبارک آپ کا احمد تھا۔ اور عبد الاحد آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی تھا۔ آپ کاتب فاروق اعظم حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملتا ہے۔ آپ کے خاندان میں بڑے بڑے جید عالم اور فقر گدے ہیں۔ آپ کے والد بزرگوار بڑے عالم اور صاحبِ لب و لہجہ بزرگ تھے۔ شہر کابل آپ کا آبائی وطن تھا۔ مگر کوئی بزرگ

خواجہ کی جادو اثر صحبت رنگ لائی۔ اور حضرت امامؒ نے بیعت کی درخواست کی۔ آپ نے انہیں داخل طریق فرمایا۔ اب حضرت امامؒ کا سینہ انوار الہی کی آماجگاہ بن گیا۔ تھوڑے عرصے میں حضرت نے باطنی ترقی کے سارے مدارج طے کر ڈالے۔

مرید کی باطنی ترقی کا یہ عالم تھا۔ کہ ہونتر لیں کٹی ساول کے مجاہدات اور ریاضات کے بعد طے ہوتی ہیں۔ وہ کئی گنا کم وقت میں بوجہ احسن تکمیل پذیر ہوتیں۔ چنانچہ حضرت خواجہ باقی باللہؒ اپنے مرید روشن ضمیر کے متعلق خود ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ ”شیخ احمد مثل آفتاب کے ہیں۔ اور ہم جیسے کئی سیارے ان میں گم ہیں۔“ اس سے اندازہ کر لیجئے کہ حضرت شیخ احمدؒ مجدد الف ثانی دینکے روحانیت میں کتنا بلند مقام رکھتے تھے۔

حضرت مجددؒ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بدرجہ غایت محبت تھی۔ وہ سنت نبوی کے کامل عاشق تھے۔ ان کا ظاہر بہت حد تک عہد نبوی کا مرقع تھا۔ آپ کا حسن اخلاق اور اعمال صالحہ ہر کس و ناکس کے لئے دلاویز ثابت ہوتا۔ آپ کی صحبتیں ہزاروں کی روحانی امراض کے لئے شفا ثابت ہوتیں۔ آپ کی زبان تو حید ربانی میں وقف رہتی۔ آپ کا عمل قرآنی تصویر ہوتا۔ آپ کا قلم بھی وقف تبلیغ رہتا۔ آپ کے مکتوبات شریف اس قدر جامع ہیں۔ کہ ان میں حضرت نے زندگی کے ہر پہلو پر اسلامی نظریات کی مہر ثبت کرنے کی کوشش فرمائی ہے۔ آپ نے دلکش فارسی میں تصوف اور فقہ کے غوامض جس خوبی سے بیان فرماتے ہیں وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ آپ نے تصوف جیسی عظیم شے کے متعلق

دار ہونے والے شبہات اور اوہام کا ایسا عقلی تجزیہ کیا ہے۔ کہ بلاشبہ حضرت کی حیرت دینی پر سبحان اللہ کہنا پڑتا ہے۔ جن لوگوں کو تصوف ایک بھیانک چیز نظر آتی ہے۔ یا جو لوگ اسے شریعت سے جدا کرنا چاہتے ہیں۔ وہ حضرت مجددؒ صاحب کے مکتوبات کی غوطہ زنی کریں۔ اور دیکھیں کہ امام ربانیؒ کس طرح فرماتے ہیں کہ تصوف کا سارا جامہ شریعت کا جامہ ہے۔ اور جب اتار لیا جائے تو تصوف کی ساری حقیقت ضبط ہو جاتی ہے۔

اس کے علاوہ حضرت نے چند رسالے بھی تحریر فرمائے۔ جو فصاحت، بلاغت اور حقیقت کا مرقع ہیں۔ عادات میں ذرا ذرا سی بات میں اتباع سنت کا اہتمام فرماتے۔ ایک دفعہ کسی خادم سے فرمایا۔ ”لو لگیں رکھی ہیں۔ کچھ دانے لے آؤ۔“ وہ چھ دانے لے آیا۔ اتنی ذرا سی بات پر ترک سنت آپ کو ناگوار گذری۔ اور فرمایا ”بھاری صوفی کو اب تک یہ بھی معلوم نہیں ہوا کہ حد طاق کی رعایت سنت ہے۔“

مکتوب نمبر ۳۱۳ دفتر اول حصہ پنجم مولانا ہاشم کو اس سوال کے جواب میں کہ گرتے کا چاکہ گریبان سامنے سینہ پر ہونا مسنون ہے یا شانوں پر۔ تحریر فرماتے ہیں۔

”بداند کہ ماہم دریں باب تردد داریم۔ اہل عرب پیراہن پیش چاک می پوشند۔ آزا سنت می داند۔ و از بعضے کتب حقیقہ مفہوم می شود کہ پیراہن پیش چاک مردان را نباید پوشید کہ لباس زمان است۔“

آپ کثرت عبادت میں نہایت بلند شان رکھتے تھے۔ حقوق عبادت ادا کرنے میں بھی ذرا برابر کو تاہی نہ کرتے۔ بیماروں کی عیادت کے لئے تشریف لیجاتے۔ جنازوں میں شریک ہوتے۔ اہل و عیال کی خبر گیری۔ صاحبزادوں اور مریدوں کی تعلیم و تربیت علوم شرعیہ کا زبانی اور کتابی

جس قدر دینی خدمات سرانجام دیں۔ وہ ہمیشہ سراپائے
فخر روزگار رہیں گی۔

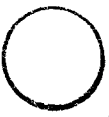
آپ نے ۶۳ برس کی عمر میں ۲۸ صفر ۱۳۳۲ھ کو
اپنے وطن مبارک سرہند شریف میں وفات پائی۔ آپ
کی ساری اولاد روحانیات کی کئی برسوں تک ضامن بنی
رہی۔ حضور کار و خدمہ مبارک سرہند شریف واقع بھارت
ہے۔ اور مرجع خاص و عام ہے۔ اب بھی عقیدتمند
لوگ مزار شریف پر جا کر عقیدت کے پھول برساتے ہیں۔
اور جگہ انوار بانی سے اپنی مشام جان تازہ کرتے ہیں۔
سبحان اللہ۔ زمین ایسی شخصیات کے لئے کس قدر
ترہیبی ہے۔ اور کتنے فراق کے بعد ارباب بصیرت اپنے
کارناموں سے اسے آباد کرتے ہیں۔

ہزاروں سال درگس اپنی نورانی پیر روتی ہے

بڑی شکل سحر تو تھے چین میں دیدہ و پیدا

(اقبال مرحوم)

سرخ نشان



دائرہ میں سرخ نشان سالانہ چندہ

ختم ہونے کی علامت ہے۔ آئندہ ماہ کار سالہ بذریعہ

دی۔ پی ارسال ہوگا۔ جس کے زائد اخراجات سے بچنے کیلئے بہتر صورت

یہ ہے کہ آپ اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجیں۔ خریداری منظور

نہو تو اطلاع دیں۔ خدا ناوی۔ پی واپس فراہم ایک اسلامی

ادارے کو نا حق نقصان نہ پہنچائیں۔ خط و کتابت کرتے وقت

خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

(غلام حسنین منیجر)

درس سب کو بوجہ احسن پائے تکمیل تک پہنچاتے۔

امیر المعروف اور نبی عن المنکر میں آپ ایک مامور
من اللہ کی سہی شان رکھتے تھے۔ کسی ملامت کرنے والے
کا ڈر۔ کسی ایذا کا خوف یا کوئی بڑے سے بڑا خطرہ آپ کو
اس فریضے کے ادا کرنے میں مانع نہ آسکتا تھا۔

عہد اکبری کی ساری بدعتوں کا پول کھل گیا۔ اور
ہر جگہ تجدید سنت کا پرچا ہونے لگا۔ آپ نے بادشاہ کی
رعایا سے لیکر اس کے وزرائے کرام کو دعوت احیاء سنت
و ترک بدعت دی۔ سبحان اللہ اس بے برگ و نوادرویش
کی دعوت دین نے شرک و کفر کے قصروں کے کنگرے
گرا دیے۔ اور سلطانی جاہ و حشمت فقیر کے آستانے
پر ایسی جھلکی کہ سر نہ اٹھا سکی۔ جہانگیر نے آپ کو انقلابی
چنگاری سمجھ کر جیل میں ٹھونس دیا۔

اب کیا تھا کہ جیل کے در و دیوار میں انوار الہی کے
چشمے پھوٹنے شروع ہوئے۔ جس قدر رکھ اور ہند و
قیدی تھے سب نے حضرت کے کمالات دیکھ کر کلمہ

حق پڑھا۔ اور ساری جیل کا شانہ انوار بن گئی۔ بادشاہ کو یہ
حال معلوم ہوا۔ تو اپنی نادانی پر سجدہ پشیمانی ہوئی۔ اور
حضرت سے معافی مانگی۔ اس کے بعد آپ کا اس قدر گرویدہ
ہوا۔ کہ آپ کو اپنے شاہی کیمپ میں ساتھ رکھتا تھا۔ آخر
میں اپنے ولیعهد شاہزادہ غلام شاہ جہان کو آپ کے دست
حق پر بیعت کرنے کا حکم دیا۔

آپ کو مجدد الف ثانی اس لئے کہا جاتا ہے۔ کہ
حدیث کی رو سے ہر ہزار برس کے بعد ایسے دین کیلئے
کوئی نہ کوئی شخصیت علم تبلیغ و ارشاد بلند کرتی ہے۔ اور
انخطاط پذیر دین پھر سے زندہ ہوتا ہے۔ حضرت شیخ احمد
اسی ملک مرادید کے ایک گویا ہر نایاب تھے۔ آپ نے

مرزا غلام احمد صاقدیانی اور اسلام

گلدن

(مولانا سید نذیر الحق صاحب میرٹھی)

سلسلہ اشاعت

مرزا صاکی اسلامی علم و بصیرت محرومی

اس محرومی کی وجہ نہ اتوں نے اپنے زمانے کو سمجھا۔ اور نہ ماحول کو۔ نہ وہ صد ہارس کی جہی ہوئی غلط فہمیوں کا غبار چھانٹ سکے۔ نہ اذان میں کوئی نئی روشنی پیدا کر سکے۔ نہ بدعات و خرافات اور شرکیہ عقائد و اعمال کے بلے میں سے اسلام کی اصلی، روشن اور پاکدامن حقیقتوں کو نکال کر دنیا کے سامنے پیش کر سکے۔ وہ زندگی کے ہر مسئلہ پر محققانہ و مجتہدانہ نگاہ ہی رکھتے تھے۔ اس لئے ان کی زبان، افکار، انداز بیان، خیالات، نظریات، مواد تحقیق اور نتائج مستخرجہ سب کے سب اسلام کے اصلی رنگ سے محروم اور مسموم و مشکوک تھے۔ ان کی کتابوں کے انبار اور اٹھتے ہوئے افکار و خیالات کو پڑھا اور سنکر ایک انسان یوں محسوس کرتا ہے کہ گویا وہ ایک ایسے گھنے جنگل میں پہنچ گیا ہے۔ جہاں جھاڑ، جھنکار، بھٹوں غاروں اور تارکیوں کے سوا اور کچھ نہیں۔ راستہ کا نشان دور دور تک نہیں ملتا۔

بجائے اس کے کہ وہ تطہیر فکر اور تعمیر سیرت کا کوئی اسلامی نقشہ پیش کرتے، جو بگڑا ہوا نقشہ مسلمانوں کے پاس تھا اس کو بھی غارت کر دیا۔ اسلامی احکام کی ترمیم و تنسیخ اور تادیلات باطلہ سے ان حلیہ ہی بگاڑ دیا۔

اسلامی خدمت کے دو بڑے عنوانات ہیں۔

ایک تنقید و تنسیخ اور دوسرا تطہیر و تعمیر۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ ان دونوں عنوانات میں مرزا صاحب صفر ہیں۔ مرزائیوں کو ہمارا چیلنج ہے کہ اگر ہمارے یہ دعاوی غلط ہیں تو وہ ان کی تردید کر کے دکھائیں۔ مرزا صاحب کی تحریروں اور تقریروں سے ثابت کریں کہ وہ اسلام کی اس حقیقت اور اس کے مقاصد و مطالبات کو سمجھتے اور جانتے تھے جو ہم مختلف عنوانات کے ماتحت بالتفصیل بیان کرتے ہیں۔ اگر انہوں نے یہ ثابت کر دکھایا تو ہم اپنے دعاوی کو واپس لے لیں گے۔

مرزا صاحب کا مبلغ علم تو یہ تھا جس کی اجمالی کیفیت آپ کے سامنے ہے۔ باوجود اس کے جو آپ کے بلند بانگ دعاوی ہیں وہ بھی سن لیجئے۔ اور داد دیجئے کہ جہل مرکب کس طرح تجدید و نبوت کا بہرہ بھر کر کیونکر نام نہاد علم و عقل والوں کو پاگل بنا تا ہے۔

مرزا صاحب کے دعاوی

حضرت آدمؑ پر فضیلت۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں

”آدمؑ اس لئے آیا کہ نفوس کو اس دنیا کی زندگی کی طرف بھیجے۔ اور ان میں اختلاف اور عداوت کی آگ بھڑکائے۔ اور مسیح امم اس لئے آیا کہ ان کو دار فنا کی طرف واپس لوٹائے۔ اور ان میں سے اختلاف و مخالفت تفرقہ اور پر اکندگی کو دور کرے۔ اور انہیں اتحاد و محبت نفی خیر اور باہمی اخلاص کی طرف کھینچے“ (ضمیمہ خطبہ الہامیہ)

حضرت نوحؑ پر فضیلت - مرزا صاحب

فرماتے ہیں :-

”اور خدا تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے۔ کہ اگر نوحؑ کے زمانے میں وہ نشان دکھلا جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔ مگر میں ان لوگوں کو کس سے مثال دوں۔ وہ اس خیرہ طبع انسان کی طرح ہیں جو روز روشن کو دیکھ کر پھر بھی اس بات پر غور کرتا ہے کہ رات ہے۔ دن نہیں۔“ (تمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۳۳ مصنفہ مرزا صاحب)

یعنی نعوذ باللہ آپ اولو العزم نبیوں کے سرخیل حضرت نوح علیہ السلام پر بھی فضیلت رکھتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر فضیلت :-

اولو العزم نبیوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ہیں۔ آپ ان کے متعلق

فرماتے ہیں :-

”اس جگہ کسی کو یہ وہم نہ گذرے کہ اس تقریر میں اپنے نفس کو اپنے نفس پر فضیلت دی ہے۔ کیونکہ یہ ایک بزدلی فضیلت ہے جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے۔“ (تزیان القلوب ص ۱۵۱ مصنفہ مرزا صاحب)

آپ نے اپنے قول کے مطابق اس بزدلی فضیلت پر اکتفا نہیں کی۔ بلکہ اپنی تمام شان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بڑھ جانے کا دعویٰ کر ڈالا :-

فرماتے ہیں :-

”خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا۔ جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اگر مسیح بن مریم میرے زمانے میں ہوتا تو وہ کام

جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا۔ اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں ہرگز نہ دکھلا سکتا۔“

(حقیقۃ الوحی ص ۱۳۳ مصنفہ مرزا صاحب)

۵ ”ایک منم کہ جب بشارات آدم !

عیسیٰ کجاست تا بہندہ پایہ منبرم“

(ازلۃ الادلہ ص ۱۵۱ مصنفہ مرزا صاحب)

”حدیث میں تو ہے کہ اگر موسیٰؑ و عیسیٰؑ زندہ ہوتے

تو آنحضرتؐ کے اتباع کے بغیر ان کو چاہہ نہ ہوتا۔ مگر میں

کہتا ہوں کہ مسیح موعود کے وقت میں بھی موسیٰؑ و

عیسیٰؑ ہوتے تو مسیح موعود کی ضرورت اتباع کرنی پڑتی۔“

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۹ مورخہ ۱۸ مارچ ۱۹۱۶ء)

حضرت سید المرسلینؐ پر فضیلت

فرماتے ہیں :-

”ہم اسے بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت

نے پانچویں ہزار میں اجمالی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا

اور وہ زمانہ اس روحانیت کی ترقیات کا انتہا نہ تھا۔ بلکہ

اس کے کمالات کے معراج کے لئے پہلا قدم تھا۔ پھر

اس روحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اس وقت

پوری طرح سے تجلی فرمائی۔“

(خطبہ الہامیہ ص ۱۱۱ - مصنفہ مرزا صاحب)

بقیہ ص ۲۵ - (۲۹) مفتی محمد صاحب داد عفی عنہ سندھ

مدرسۃ الاسلام کراچی

(۳۰) مولانا محمد ظفر احمد انصاری (سیکرٹری بورڈ آف تعلیمات

اسلام مجلس دستور ساز پاکستان)

(۳۱) پیر صاحب محمد یاشم مجددی (ڈنڈو سائیں داد سندھ)

اسلامی مملکت کے بنیادی اصول

جن کو پاکستان کے ہر مکتب خیال اور تمام اسلامی فرقوں کے مشاہیر علمائے متفقہ طور پر مرتب کیا ہے۔
(شائع کردہ مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی جیکب لائن کراچی ۱۹۵۷ء)

دستور کے بنیادی اصول بالاتفاق طے ہوئے ہیں انھیں فائدہ عام کیلئے شائع کیا جا رہا ہے۔

مجلس دستور ساز پاکستان کی مقرر کردہ کمیٹیوں نے بنیادی حقوق اور بنیادی اصولوں کے متعلق جو سفارشات پیش کی ہیں ان کے بارے میں اس اجتماع کی یہ متفقہ رائے ہے کہ یہ سفارشات اسلامی اصولوں سے مطابقت نہیں رکھتیں۔

اس اجتماع کی خواہش تھی کہ اس موقع پر اسلامی اصولوں کے مطابق ایک تفصیلی خاکہ بھی مرتب کر دیا جائے۔ چنانچہ اس غرض کے لئے مجلس دستور ساز پاکستان کے صدر سے درخواست کی گئی کہ وہ تعلیمات اسلامیہ بورڈ کی سفارشات کا نسخہ اس اجتماع کو دیتا کر دے۔ تاکہ اگر وہ اسلامی اصولوں کے مطابق درست ہو تو اس کی توثیق کر دی جائے۔ یا اگر اس میں کچھ کمی ہو تو اسے پورا کر دیا جائے۔ اور نئے سرے سے ایک چیز مرتب کرنے میں محنت صرف نہ کرنی پڑے۔ لیکن صاحب موصوف نے بعض وجوہ سے اس درخواست کو قبول نہ فرمایا۔ اب یہ اجتماع سر دست ملتوی کیا جاتا ہے۔

اور تمام اسلامی فکر رکھنے والے اصحاب اور اداروں سے درخواست کی جاتی ہے کہ ان متفقہ اصولوں کی روشنی میں دستور اسلامی کے متعلق اپنی اپنی تجاویز ۱۹۵۷ء تک حضرت مولانا احتشام الحق صاحب

إِلَهُمَّ اللَّهُمَّ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ط مُحَمَّدٌ لَا وَنُصَلِّي ط
عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيم ط ایک مدت دراز سے اسلامی دستور مملکت کے بارے میں طرح طرح کی غلط فہمیاں لوگوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اسلام کا کوئی دستور مملکت ہے بھی یا نہیں؟ اگر ہے تو اس کے اصول کیا ہیں۔ اور اس کی عملی شکل کیا ہو سکتی ہے؟ اور کیا اصول اور عملی تفصیلات میں کوئی چیز بھی ایسی ہے جس پر مختلف اسلامی فرقوں کے علماء متفق ہو سکیں؟ یہ ایسے سوالات ہیں جن کے متعلق عام طور پر ایک ذہنی پریشانی پائی جاتی ہے۔

اور اس ذہنی پریشانی میں ان مختلف دستور بنی تجویزوں نے اور بھی اضافہ کر دیا ہے۔ جو مختلف حلقوں کی طرف سے اسلام کے نام پر وقتاً فوقتاً پیش کی گئیں۔ اس کیفیت کو دیکھ کر یہ ضرورت محسوس کی گئی کہ تمام اسلامی فرقوں کے پیروں اور معتمد علیہ علماء کی ایک مجلس منعقد کی جائے۔ اور وہ بالاتفاق صرف اسلامی دستور کے بنیادی اصول ہی بیان کرنے پر اکتفا نہ کرے۔ ان اصولوں کے مطابق ایک ایسا دستوری خاکہ بھی مرتب کر دے جو تمام اسلامی فرقوں کے لئے قابل قبول ہو۔

اس غرض کے لئے ایک اجتماع بتاریخ ۱۲-۱۳-۴۷ء اور ۵ مارچ ۱۹۵۷ء مطابق ۲۱-۲۲-۲۳-۱۰ اور ۲۴ جنوری ۱۹۵۷ء بصدات مولانا سید سلیمان صاحب ندوی کراچی میں منعقد ہوا۔ اس اجتماع میں اسلامی

اور مسلمہ اسلامی فرقوں کے لئے ان کے اپنے مذہب کے مطابق ضروری اسلامی تعلیم کا انتظام کرے۔

۵۔ اسلامی مملکت کا یہ فرض ہوگا کہ وہ مسلمانان عالم کے رشتہ اتحاد و اخوت کو قوی سے قوی تر کرنے اور ریاست کے مسلم باشندوں کے درمیان عصبيت جاہلیہ کی بنیادوں پر نسلی، لسانی، علاقائی یا دیگر امتیازات کے ابھرنے کی راہیں محدود کر کے ملت اسلامیہ کی وحدت کے تحفظ و استحکام کا انتظام کرے۔

۶۔ مملکت بلا امتیاز مذہب و نسل وغیرہ تمام ایسے لوگوں کی لادبی انسانی ضروریات یعنی غذا، لباس، مسکن، معالجہ اور تعلیم کی کفیل ہوگی۔ جو اکتساب رزق کے قابل نہ ہوں۔ یا نہ رہے ہوں۔ یا عارضی طور پر بے روزگاری، بیماری یا دوسرے وجوہ سے فی الحال سعی اکتساب پر قادر نہ ہوں۔

۷۔ باشندگان ملک کو وہ تمام حقوق حاصل ہوں گے جو شریعت اسلامیہ نے ان کو عطا کئے ہیں۔ یعنی حدود قانون کے اندر تحفظ جان و مال و آبرو، آزادی مذہب و مسلک، آزادی عبادت آزادی ذات، آزادی اظہار رائے، آزادی نقل و حرکت آزادی اجتماع، آزادی اکتساب رزق، ترقی کے مواقع میں یکسانی اور وفاہی ادارات سے استفادہ کا حق۔

۸۔ مذکورہ بالا حقوق میں سے کسی شہری کا کوئی حق اسلامی قانون کی سند بوجہ کے بغیر کسی وقت سلب نہ کیا جائے گا۔ اور کسی جرم کے الزام میں کسی کو بغیر فراہمی موقعہ صفائی و فیصلہ عدالت کوئی

تھاؤسی جبیک لائنز کراچی کے پاس بھیج دیں۔ اس کے بعد جلد ہی ہی یہ اجتماع دوبارہ منعقد کیا جائے گا۔ اور تمام تجاویز پر غور کر کے ایک تفصیلی خاکہ مرتب کر دیا جائیگا۔ انشاء اللہ العزیز۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اسلامی مملکت کے بنیادی اصول

اسلامی مملکت کے دستور میں حسب ذیل اصول کی تصریح لازمی ہے:-

۱۔ اصل حاکم تشریحی و تکنیکی حیثیت سے اللہ رب العالمین ہے۔

۲۔ ملک کا قانون کتاب و سنت پر مبنی ہوگا۔ اور کوئی ایسا قانون نہ بنایا جائے گا، نہ کوئی ایسا انتظامی حکم دیا جائے گا جو کتاب و سنت کے خلاف ہو۔

(تشریحی نوٹ) اگر ملک میں پہلے سے کچھ ایسے قوانین جاری ہوں جو کتاب و سنت کے خلاف ہوں تو اس کی تصریح بھی ضروری ہے۔ کہ وہ بتدریج ایک معینہ مدت کے اندر منسوخ یا شریعت کے مطابق تبدیل کر دیئے جائیں گے۔

۳۔ مملکت کسی جغرافیائی، نسلی، لسانی یا کسی اور تصور پر نہیں۔ بلکہ ان اصول و مقاصد پر مبنی ہوگی جن کی اساس اسلام کا پیش کیا ہوا ضابطہ حیات ہے۔

۴۔ اسلامی مملکت کا یہ فرض ہوگا۔ کہ قرآن و سنت کے بتائے ہوئے معروفات کو قائم کرے۔ منکرات کو مٹائے اور شعائر اسلام کے احیاء و اعمال

مدح صحابہ رضی اللہ عنہم

(از مولانا غلام دستگیر صاحب نامی لاہور)

اہل سنت کی مسلمہ احادیث سے مرتب کیا گیا ہے۔ جب شیعی حضرات کافی دانتبصار کی روایتوں کو بھی ماننے کو تیار نہیں تو ان احادیث کو کب مان سکتے ہیں۔ لہذا وہ اس رسلے میں اپنے آپ کو زبردستی مخاطب نہ بنالیں۔ یہ مجموعہ صرف اہل سنت کے افادہ کے لئے تیار کیا گیا ہے۔
(غلام دستگیر نامی)

مناقب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

«خَيْرُ أُمَّتِي قُرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ»
اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَائِرِ أَصْحَابِ بَيْتِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ
میرے اصحاب ہیں۔ پھر تابعین، پھر تبع تابعین۔
(نوٹ) صحابہ رضہ کا زمانہ ایک سو بیس برس تا تابعین کا ایک سو ستر سال، اور تبع تابعین کا دو سو بیس تک رہا۔
پھر فلاسفہ اور معتزلہ وغیرہ نے پیدا ہو کر کذب و خیانت اور بدعتی سے کام لینا اور حرام کھا کر موٹا ہونا شروع کر دیا۔

نبی سے ملنے والے بالیقین خیر الامم ٹھہرے
پھر ان سے ملنے والے اور پھر وہ جو ملے ان سے
ایک اور حدیث میں اکبر مَوَاضِعَ اَنْبِيَاءٍ فَانْتَهَمُ
خَيْرًا سَاكُنًا لِّهٖ وَارِدَہ۔ یعنی سب صحابہ عزت کر دو۔
کیونکہ وہ تم سب میں نیک اور برگزیدہ ہیں۔ پھر ان کے بعد تابعین اور تبع تابعین کی تکریم بھی لازم ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
مَنْ حَفِظَ عَلَيَّ أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَبْلًا نِشَانِي أَمْرًا نَفَعًا
بَعَثَهُ اللَّهُ فِيهِمْ وَلَكُنْتُ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَافِعًا وَشَهِيدًا
یعنی جو شخص امت کے نفع کے لئے چالیس حدیثیں متعلق امر دین یا ذکر کرے۔ اسے اللہ تعالیٰ روز قیامت فقیہ اٹھائیگا۔ اور
میں اس دن اس کا شفیع اور طاعت پر گواہ ہوں گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد پر کئی حضرات نے مجموعہ چل حدیث مرتب کر کے مسلمانوں کے فائدے کے لئے شائع کیا ہے۔ اس وقت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مناقب کی اشاعت کی بڑی ضرورت ہے۔ اس لئے میں نے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی قلمی شرح مشکوٰۃ شریف سے جو ہائے جدی کتب خانہ میں موجود ہے۔ مناقب صحابہ پر مشتمل چالیس حدیثوں کو نقل کیا۔ اور فارسی سے اردو میں مفہوم ادا کر کے اشعار میں بھی توضیح کر دی۔ تاکہ مسلمان احادیث یا ذکر کے حضور علیہ السلام کی شفاعت سے بہرہ یاب ہوں۔ اور ان کے دلوں میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عظمت نقش ہو جائے۔ اور کسی دشمن و حاسد کے مٹائے نہ مٹے۔

چند سال ہوئے میں نے شیعوں کو ”دعوتِ صلح“ دی
”شیر و شرک“ پیش کیا۔ مگر انہوں نے اس کی قدر نہ کی۔ اور اپنے
اماموں کے قول پر بھی بغض و تعصب کو نہ چھوڑا۔ اب میں
نے انہیں مخاطب کرنا چھوڑ دیا ہے۔ اور یہ مجموعہ خالص

کہ عزت صحابی کی کہ وہ تم سے ہیں اچھے
پھر ان سے ملنے والوں کی پھر ان کی جوتے ان سے
(۲) لَا تَمَسُّ النَّاسَ مُسْلِمًا رَأْفِي أَوْ سَرَّاهِي مَنْ
سَرَّاهِي۔ یعنی جس مسلمان نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے
والے کو دیکھا اسے دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی۔ ۵
وہ مسم آگ سے آزار ہرگز پا نہیں سکتا
نبی کو یا صحابی سے کسی کو جس نے جو دیکھا
(۳) اللَّهُ اللَّهُ فِي أَصْحَابِي اللَّهُ اللَّهُ فِي أَصْحَابِي
لَا تَخْذُلُهُمْ غَرْصًا وَمَنْ بَعْدِي مِمَّنْ أَحْبَبْتُمْ فَحَبِّبُوا
أَحِبَّهُمْ وَمَنْ أَبْغَضْتُمْ فَلْيَبْغِضُوا الْبَغْضَاءُ وَمَنْ
أَذَاهُمْ فَقَدْ أَذَانِي وَمَنْ أَذَانِي فَقَدْ أَذَى اللَّهِ وَمَنْ
أَذَى اللَّهِ فَيُوشِكُ أَنْ يَأْخُذَ بِهِ۔ یعنی میرے اصحاب کے
معاملے میں خدائے عزوجل سے ڈرتے رہو (دو بار یہی ارشاد فرمایا) یعنی ان
کا ذکر تعظیم و توقیر سے کرو۔ اور میرے ساتھ ان کی رفاقت کا
حق ادا کرو۔ میرے بعد انہیں دشنام و عیوب کے تیر کا نشانہ نہ
بنانا۔ پس جو انہیں دوست رکھیگا۔ وہ میری دوستی کے لحاظ سے
دوست رکھے گا۔ اور جو ان سے دشمنی کریگا۔ وہ میرے ساتھ دشمنی
رکھنے کی وجہ سے دشمنی رکھے گا۔ جو انہیں رنجیدہ کریگا۔ وہ
یقیناً مجھے رنجیدہ کریگا۔ اور جو مجھے رنجیدہ کریگا۔ وہ یقیناً خدا کو
رنجیدہ کریگا۔ اور جو خدا کو رنجیدہ کریگا۔ اُسے جلدی ہی خدائے
تعالیٰ پکڑ لیگا۔ اور عذاب دے گا ۵

اصحاب مصطفیٰ سے بغض و حسد ہو رکھے

و اثم عذاب و دوزخ ہی میں رہ اسکو رکھے

(۴) لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ
مِثْلَ أَحَدِ ذَهَبٍ مَا بَلَغَ مَدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفُهُ
یعنی میرے اصحاب کو سب (دشنام و تبرا) نہ کرو۔ اگر تم میں
کوئی اُحد پہاڑ جتنا بھی سونا نفیرات کر دے تو وہ ثواب میں صحابی

کے ایک مدد بلکہ نصف مدد کو بھی نہیں پہنچتا۔ ۵
قابل عزت ہیں اصحاب نبی !
بھول کر بھی تم نہ کرنا ان کی ذم !
تم اُحد جتنا بھی دو سونا اگر !!
ہو گا نصف مدد سے بھی ان کے کم

(۵) أَصْحَابِي كَالنَّجْمِ بِأَيِّهِمْ أَقْتَدَيْتُمْ أَهْتَدَيْتُمْ
یعنی میرے اصحاب ستاروں کی طرح ہیں۔ ان میں سے جس
کی بھی تم پیروی کرو گے، راہ پاؤ گے ۵

راہ ملتے ہیں شب کو تاروں سے اور ہدایت جلی کے یاروں سے
سے صحابی کی اقتدا میں ہدی ہو مخالف چلاتا تباہ ہوا
پھر فرمایا نہ اذاس ایتم الذین یسبون اصحابی فقولوا
لعنة الله علی شتمکم۔ یعنی جب تم ان لوگوں کو دیکھو
جو میرے اصحاب کو دشنام دے رہے ہیں تو کہو کہ تمہارا
شر پر خدا کی لعنت۔ یعنی اس فعل کے بدلے تم خدا کی رحمت
سے دور ہو۔ علی شتمکم میں اشارہ ہے کہ اگر فعل پر
لعنت کرے تو قرین احتیاط ہے (نہ کہ ذات پر) ۵

صحابہ پر کسی کو گرتا کرتے تم دیکھو

تو کہہ دو تم ہی، لعنت خدا کی تیرے شر پر

مناقب بکر صدیق و فراق رضی اللہ تعالیٰ عنہما

(۶) إِنْ مِنْ النَّاسِ عَلَىٰ فِي مَحَبَّتِهِ وَمَالِهِ

أَبُو بَكْرٍ۔ یعنی جس نے لوگوں میں سب سے زیادہ اپنی رفاقت

اور مال سے مجھ پر سان بکھڑے وہ یقیناً بکر صدیق ہے۔ ۵

جس نے تن من و دھن سے کی ہر خدمت ختم الرسل

ہاں دے ہو بکر فرش و فرش پر ہے جس کا غسل

نیز فرمایا: مالا أحد عندنا نأخذ إلا وقد كافينا ما خلا

۵ ایک پیادہ جس میں دو کف بھر غلہ آئے دینا ہی یک ۱۲

(۹) اَنَا اَوَّلُ مَنْ تَلْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ ثُمَّ
 اَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ اَنِيْ اَهْلُ الْبَيْتِ فَيُخْشَوْنَ
 مَعِيَ ثُمَّ اَنْظُرْ اَهْلَ مَكَّةَ حَتَّى اُخْشَا بَنِيْنَ
 الْحَمِيْمِيْنَ - یعنی قیامت کے دن سب سے پہلے میں زمین
 سے اٹھوں گا۔ پھر ابو بکرؓ پھر عمرؓ (جو حضورؐ کے ساتھ سیر
 روضہ کے نیچے انجمن آ رہے ہیں) پھر بیت البقیع کے مدفون
 حضرت عثمانؓ وازواج مطہرات نبی کریمؐ و غیر ہم
 میرے ساتھ قبروں سے اٹھیں گے۔ یعنی مشر میں سب
 سے پہلے ان کو حضورؐ اور صلعم کا جمال نصیب ہوگا، پھر میں
 اہل مکہ کا انتظار کروں گا۔ یہاں تک کہ زمین د کہ و مدینہ
 کے درمیان سب میرے پاس جمع ہو جائیں گے

مدفون جو حبیب خدا کے قریب ہیں
 دنیا و آخرت میں وہی خوش نصیب ہیں (نامی)
 (۱۰) يَا اَبْنَ الْخَطَّابِ وَالَّذِي لَفْسِيْ مِيْدَا مَا
 لَقِيْكَ الشَّيْطَانُ سَا اِيْكَ فَيَا قُطْرًا اَلَا سَلَكَ فَيَا غَيْرِ
 فَيَاكَ - یعنی اے عمر بن خطاب! مجھے اُس ذات کی قسم
 جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر شیطان تجھے کشادہ
 راہ میں بھی گامزن پاتے تو وہ راستہ ہی چھوڑ جاتا ہے جس
 پر تم چل رہے ہو۔ یعنی وہ تیرے سامنے نہیں ٹھہر سکتا۔

۵ رسول اللہؐ کا فرمانِ خوشخبری سناتا ہے
 عمرؓ جس راہ پر وہ اس شیطان بھاگ جاتا ہے (نامی)
 نیز فرمایا کہ اِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَخَافُ مِنْكَ يَا اَحْمَرُ -
 یعنی اے عمرؓ! بے شک تجھ سے شیطان خوف کھاتا ہے
 ۵ ہاں عمر فاروقؓ سایہ رحمان ہے

لڑہ بر اندام جس سے ہر گھڑی شیطان ہے
 (۱۱) اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ قَلْبًا -
 یعنی اللہ تعالیٰ نے عمرؓ کے دل اور زبان پر حق جاری کر دیا ہے

اَبَا بَكْرٍ فَاَنْ لَمْ عِنْدَ نَايِلٍ اِيْكَ فَيَهْ اللّٰهُ بِعَايُوْ مَ
 الْقِيَامَةِ الْخ - یعنی ہمارے ساتھ جس کسی نے احسان اور نیکی
 کی۔ ہم نے اس کا عوض دیدیا۔ سوائے ابو بکرؓ کے۔ اسے اللہ
 تعالیٰ نیکی اور احسان کی ہزاروں قیامت دیں گے ۵
 دیئے ہم نے اوروں کے احسان اتار

عوض دے گا ابو بکرؓ کو کردگار !!! (نامی)
 (۱۲) لَا يَنْبَغِيْ لِقَوْمٍ فِيْهِمْ اَبُو بَكْرٍ اَنْ يُّوَقَّهْمُ
 غَيْرُكَ - یعنی حضرت نے عرض موت میں حضرت عائشہؓ کو
 فرمایا، جس قوم میں ابو بکرؓ ہوں اس کے لئے زیبا نہیں ہے کہ
 ابو بکرؓ کے سوا اس کا کوئی اور امام ہو۔ اسی لئے حضرت علیؓ
 نے فرمایا تھا کہ قَدْ مَلَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ فِيْ اُمِّيْ دِيْنَنَا فَمَنْ اَلَّذِيْ يُؤَخِّرُكَ فِدْيَانًا -
 اے ابو بکرؓ! جب رسول اللہؐ صلعم نے آپ کو ہمارے دینی
 کام میں مقدم رکھا تو آپ کو ہمارے امور دینی میں موخر
 رکھنے والا کون ۵

نہیں تھا کسی کا یہ حق اور کام !!!
 کہ صدیقؓ کے ہوتے بنتا امام !!! (نامی)
 (۱۳) اَنْتَ صَاحِبِيْ فِي الْخَارِ وَصَاحِبِيْ عَلٰی
 الْخَوْضِ - یعنی اسی ابو بکرؓ! تم غارِ ثور میں میرے رفیق تھے
 اور حوض کوثر پر بھی جنت میں میرے ساتھ ہو گے ۵
 غار میں ہوتے تھے محمدؐ کے شفیق !!!

حوض کوثر پر بھی وہ ہونگے رفیق (نامی)
 پھر فرمایا کہ اَمَّا اَنْتَ يَا اَبَا بَكْرٍ اَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ
 الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِيْ - یعنی اے ابو بکرؓ! تحقیق تم ہی
 میری امت میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہو گے ۵
 سب سے پہلے داخل جنت جو ہو گا امتی!
 نام نامی اس کا ہے ابو بکر صدیقؓ نبیؐ

(نامی)

استفسارات

(مدیر)

نیزید ابن معاویہ کی خلافت

سوال ۱۔ امام حسینؑ کی امامت کیسے قائم ہوئی۔ آپ کو امام کس بنا پر کہا گیا۔ جب امام حسنؑ نے امیر معاویہؓ سے بیعت کر لی تو پھر امامت کہاں باقی رہی ؟

الجواب۔ قرآن مجید میں لفظ امامت مطلق پیشوائی مراد ہے۔ اسی لئے کفار کے سرداروں کو بھی ائمۃ الکفر فرمایا گیا۔ نبوت، بادشاہی، سرداری وغیرہ سب پیشوائی کے مارج ہیں۔ لہذا لفظ امام ان سب میں مشترک ہے۔ جو بھی کسی قوم کا کسی امر میں پیشوایا ہادی ہو۔ اس کو امام کہہ سکتے ہیں۔ انبیاء کرام تمام مخلوق خدا کے ہادی ہونے کی وجہ سے امام الناس تھے۔ اسی طرح خلیفہ یا بادشاہ کو بھی جوہ سرداری امام کہا جاسکتا۔ اگرچہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو ظاہری حکومت حاصل نہیں ہوئی تاہم امت کے سردار اور مسلمانوں کے ہادی و پیشوا ہونے کی حیثیت سے آپ کو امام المسلمین کہا جاتا ہے۔

۲۔ علمائے اسلام نے یزید کو خلفاء میں کیوں شمار کیا ہے ؟ (تاریخ الخلفاء سیوطی وغیرہ) نیز یزید کی امامت پر اجماع عام ہو گیا تھا۔ (تاریخ الامت)

الجواب۔ اہل سنت کے عقیدہ کے مطابق خلافت راشدہ کا خاتمہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہی ہو چکا تھا۔ اس کے بعد جب قدر خلیفہ گذرے ہیں۔ انکی خلافت سے مراد سلطنت و حکومت ہی ہے۔ یزید کا حکمران ہونا تاریخی حقائق میں سے ہے۔ جس کا انکار نہیں ہو سکتا۔ لہذا یزید کو خلیفہ بمعنی بادشاہ کہا جاتا ہے۔

نفت کی کتابوں میں بھی خلیفہ سے مراد بادشاہ ہے۔ بادشاہوں میں عادل بھی گذرے ہیں اور ظالم بھی۔ ہم فیکو ظالم بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ سمجھتے ہیں۔

۳۔ اگر یزید خلیفہ برحق تھا تو حسینؑ نے کیوں مخالفت کی حالانکہ بخاری کتاب الفتن میں ہے کہ من کما ہاہل شیئاً فلیصبر فانہ من خراج من السلطان شہلاً مات منیۃ الجاہلیۃ۔

الجواب۔ فاسق کو خلیفہ بنانا جائز نہیں۔ مگر جس فاسق کی خلافت پر سلمان جبر یا قہراً یا مصلحتاً متفق ہو جائیں۔ اس کی اطاعت شرعاً ہر مسلمان پر لازم ہو جاتی ہے۔ مگر خلیفہ یا بادشاہ کا وہی حکم قابل اطاعت ہے جو شریعت اسلامیہ کے واضح ارشادات کے خلاف نہ ہو۔ بادشاہ اسلام جب تک مسلمان ہے تب تک اس کے خلاف خروج جائز نہیں۔ نیز اس شرح عقائد میں ہے قال الحسین رضی اللہ عنہ عند حلول فی الیوم یدلایا یحیٰ فابوا الا قتله۔ یعنی امام حسین رضی اللہ عنہ نے میدان کربلا میں یہ معلوم کرنے کے بعد کہ امت محمدیہ کی اکثریت یزید کو خلیفہ تسلیم کر چکی ہے۔ یزید کے پاس جا کر اسکی بیعت کرنے پر آمادگی ظاہر کی تھی۔ مگر کو فیوں نے حضرتؑ کو شہید کر دیا۔ کہ یزید کی بیعت کے بارہ میں اکثر بلاد اسلامیہ متوقف تھے۔ لہذا سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا خروج اسکی خلافت پر اجماع سے پہلے واقع ہوا تھا۔ نیز میدان کربلا میں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے اعداء سے جو مطالبہ کیا تھا۔ اس سے بھی واضح ہوتا ہے کہ آپ کا ارادہ قتال مقابلہ کا نہ تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ہ

”یس اسوقت تین باتیں پیش کرتا ہوں تم ان تین میں سے

الجواب - تاریخ ابن خلدون جلد پنجم میں ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بسر بن ارطاة نے ۳۲ھ میں بلاد روم پر فوج کشی کی اور رطے ہوئے قسطنطنیہ تک پہنچ گئے تھے۔ بعد ازاں عبدالرحمن بن خالد جہاد کرتے ہوئے بلاد روم میں داخل ہوئے۔ موسم سرما وہیں گزارا۔ اور بسر نے اسی سہ میں براہ دریا و میوں پر حملہ کیا۔ پھر ۳۶ھ میں عبدالرحمن بن خالد دوبارہ بلاد روم پر حملہ آور ہوئے۔ آخر کار امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ۳۷ھ میں ایک بہت بڑا لشکر بسر کوئی سفیان بن عوف بلاد روم کی طرف روانہ کیا۔ اور اس لشکر کے ایک حصہ پر اپنے لڑکے یزید کو افسر مقرر بھیجا۔ اس لشکر میں بڑے بڑے صحابہ میں سے حضرت عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عمر، ابن عمر، ابن عامر اور حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہم بھی شامل ہوئے۔

اب اگر سفیان بن عوف ملے لشکر کو ہی قسطنطنیہ پر اولین حملہ آور قرار دیا جائے۔ تب بھی ہم صرف یہی کہہ سکتے ہیں کہ اس لشکر میں جو لوگ جہاد فی سبیل اللہ کی غرض سے شامل ہوئے۔ وہ سب بشارت نبوی کے مطابق مغفور ہیں۔ اللہ کی راہ میں جہاد وہی مقبول ہے جو اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے ہو۔ ہم کسی کے باطن پر مطلع نہیں ہو سکتے۔ لہذا لشکر کے کسی ایک فرد کو محض شمولیت کی بنا پر قطعی جنتی قرار دینا جائز نہیں۔

یزید کا نام نہ اعمال واقعہ حرہ اور کربلا کی بنا پر اس قدر سیاد ہے کہ اس کے بارہ میں سکوت کرنا ہی افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو بخش دینے پر قادر ہے۔ ممکن ہے کہ روز قیامت دریا سے رحمت کا جوش دیکھ کر یزید بھی اللہ کی مغفرت کا امیدوار بن جائے۔ لہذا اہلسنت کا مسلک یہی ہے کہ یزید کے بارہ میں سکوت سے کام لیں۔ نہ تو اسے مغفور

جس کو چاہو میرے لئے منظور کرو۔ اول تو یہ کہ جس طرف سے میں آیا ہوں۔ اسی طرف مجھ کو واپس جانے دو۔ تاکہ میں مکہ معظمہ میں پہنچ کر عبادت الہی میں مصروف رہوں۔ دوم یہ کہ مجھ کو کسی سرحد کی طرف نکل جانے دو۔ کہ وہاں کفار کے ساتھ روتا ہوا شہید ہو جاؤں۔ سوم یہ کہ تم میرے راستہ سے ہٹ جاؤ اور مجھ کو سیدھا یزید کے پاس دمشق کی طرف جانے دو۔ میرے پیچھے پیچھے اطمینان کی غرض سے تم بھی چل سکتے ہو۔ یزید کے پاس جا کر براہ راست اس سے اپنا معاملہ اسی طرح طے کرونگا جیسا کہ میرے بڑے بھائی حضرت امام حسن نے امیر معاویہ سے طے کیا تھا۔ تاریخ اسلام عجیب آبادی حصہ دوم ص ۷۵

یہی مضمون تاریخ علامہ ابن خلدون و دیگر معتبر تاریخ میں مذکور ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نہ تو اپنے لئے طالب خلافت تھے۔ اور نہ ہی یزید کے لشکر کے ساتھ قتال پر رضا مند تھے۔ مگر ابن زیاد بد نہاد اور شمر جیسے شقی القلوب لوگوں نے امام مظلوم کی اس درخواست کو قبول نہ کیا۔ اور حضرت امام نہایت مظلومیت کے عالم میں شہید کر دیئے گئے۔

تیر یہ بھی یاد رہنا چاہئے کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا درجہ مجتہد مطلق کا تھا۔ آپ نے جو کچھ کیا اپنے اجتہاد سے کیا۔ اس بارہ میں وہ دوسرے مجتہدین امت کے مقلد نہیں تھے۔ لہذا آپ کے کسی فعل پر اعتراض و نکتہ چینی روا نہیں۔

۱۲۔ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو لشکر میری امت میں سب سے اول قسطنطنیہ پر حملہ آور ہوگا۔ وہ مغفور ہوگا۔ (بخاری شریف)۔ اور یہ امر بھی ثابت ہے کہ سب سے پہلے جو لشکر اسلام قسطنطنیہ پر حملہ آور ہوا اس کے ایک حصہ کی قیادت یزید کے ہاتھ میں تھی۔ (ملاحظہ ہوں بخاری شریف، البدایہ و النہایہ، سیرۃ النبی جلد ۳، تذکرۃ الانبیاء، تاریخ الامت، تاریخ اسلام وغیرہ وغیرہ)

کھا جائے اور نہ ہی اُسے قطعی و دھنی قرار دیا جائے۔ اس کا معاملہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَتَسْتَكْبِرُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْلَمُونَ۔ (سورہ بقرہ ۲۵۵)

سیدنا حسنؑ اور امیرِ حبشہؑ

۱۔ جنگ جمل کے بعد حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ و حضرت عمرو بن العاصؓ جو فریقین جنگ کے مقتدا و حکم قرار پائے تھے۔ انہوں نے سیدنا علیؑ کرم اللہ وجہہ کے ساتھ محاکمہ کے دوران میں صریح دھوکا کیا۔ اب ان کی حیثیت یا وجود صحابی ہونے کے کیا رہی؟

اجواب۔ کتب سیر و تواریخ میں ہر قسم کی طبہ لیں روایات موجود ہوتی ہیں۔ لہذا روایات کی بنا پر کسی صحابیؓ پر طعن کرنا روا نہیں۔ صحابہ کرام کی جلالت شان کے مقابلہ میں یا پھر کو بھوٹا قرار دینا زیادہ آسان ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اِذَا ذُكِرَ اصْحَابِي فَاَمْسِكُوا۔ جب میرے صحابی کا ذکر کیا جائے تو اس کے مرتبہ کا لحاظ رکھو۔

واقعہ تحکیم کے بارہ میں تاریخی روایات اگر مستند تصور کر لی جائیں تو زیادہ سے زیادہ یہی ثابت ہوتا ہے کہ الحباب خلد عتہ کے مطابق سیدنا عمرو بن العاصؓ اپنی پالیسی یا خیال میں کامیاب ہو گئے۔ اس چال کی بنا پر اگر ان کو خطا کار کہا جائے تو خطائے بزرگانِ گرفتار خطاست کے مقولہ پر عمل کرتے ہوئے ہمیں ان کے بارہ میں سکوت سے کام لینا چاہیے۔ اذکر وہا موتا کہ بالخبر کے حکم پر عمل کرتے ہوئے اموات کے بارے میں ذکر خیر ہی مناسب ہے۔

صحابہ کرام کے بارہ میں ہمیں قرآن مجید نے جو تعلیم دی ہے۔ اس کے رو سے ہم صحابہؓ کے لئے دعائے مغفرت کرنے پر مامور ہیں۔ اور دعائے مغفرت سے زیادہ کوئی لفظ بے ادبی یا گستاخی کا ان کی شان میں کہنا جائز نہیں۔ اللہ کریم

تمام امت محمدیہؑ کو صحابہؓ کے بارہ میں تعلیم دیتے ہیں کہ وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ۔ (پک ۴ ع ۴)

ہماری حیثیت اب یہی ہے کہ صحابہؓ کے بارہ میں ذکر خیر کیا کریں اور ان کیلئے مغفرت کی دعا کیا کریں۔ آپ دریافت کرتے ہیں کہ حضرت عمرو بن العاصؓ اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی کیا حیثیت رہی؟ اس کے جواب میں لگژا ہے کہ انکی وہی حیثیت رہی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے۔

اللَّهُ فِي أَصْحَابِي خُلْتُ دُرَّادِيرَ مِيرَ صَحَابِي كَلَّا تَتَخَذُ وَهْمَ غِيَضًا مِنْ بَعْدِي۔ (ترمذی)

حضرت سیدنا علیؑ کرم اللہ وجہہ کا اسوۂ حسنہ ہمارے لئے ہے۔ آپؑ جنگ صفین کے دوران میں اپنے اُن دشمنوں کے لئے بھی جو تلوار اور تیر لیکر آپ کے مقابلہ میں صف آراء تھے، بدگوئی سے منع فرمایا۔ (ملاحظہ ہو نہج البلاغہ ص ۴۷۶۔ جلد اول) اور اہل شام کو دیانت اور ایمان میں اپنے برابر دیا۔ (نہج البلاغہ ص ۴۸۱ جلد دوم) اسلئے پیر و ان سیدنا ابو تراب رضی اللہ عنہ کے لئے لازم ہے کہ ہر قسم کی بدگوئی و سوء ظنی سے احتراز کریں۔

۲۔ حضرت امیرِ مہاجرین نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ محمد نامہ میں اقرار کیا تھا کہ میں اپنے بعد کسی کو ولیعہد خود بخود